Marfat.com

Marfat.com

بچوں کا اسلامی انسائیکلوپیڈیا

اقرار حسین شیخ
ممتاز احمد شیخ

دی بکس (لائبریری ڈویلپر)
راولپنڈی

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2010ء

297.03
پ 60751
92418
2/

ISBN : 978-969-8452-26-1

Pak. Rs. 140/=

تقسیم کار:

مسٹر بکس، سپر مارکیٹ اسلام آباد فون 5-2278843 فیکس 2278825

ملٹی لائن 3-احمد مینشن ریگل چوک ہال روڈ، لاہور 7353564-7210089

خان بک کمپنی 4-5، کمپیوٹر ریس سنٹر۔ 3 کورٹ سٹریٹ لوئر مال لاہور 7325463

رائل بک کمپنی، پی جی 5، ریکس سنٹر، فاطمہ جناح پارک، پینوراما سینٹر، کراچی 5670627

دی بکس (لائبریری ڈویلپر)

CB-3339۔ آفیسر کالونی، مصریال روڈ، راولپنڈی، فون 03335173169

ترتیب

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر
1-	پیش لفظ........................	7
2-	آدم علیہ السلام، حضرت.................	9
3-	آیت الکرسی........................	10
4-	ابراہیمؑ، حضرت (دیکھئے) قرآنی قصے اور اسلامی تہوار	19,88
5-	احسان........................	11
6-	اخلاص، سورۃ........................	12
7-	اخلاق........................	14
8-	ارکانِ اسلام........................	15
9-	اسلام........................	16
10-	اسلامی تہوار........................	17
11-	پاکستان........................	20
12-	تحریک پاکستان........................	22

Marfat.com

14- جمعۃ المبارک (دیکھئے) اسلامی تہوار 19
15- جنت 26
16- جہنم 27
17- جھوٹ 28
18- حج 29
19- حقوق العباد 29
20- حقوق اللہ 32
21- خضرؑ، حضرت (دیکھئے) قرآنی قصے 82
22- خلفائے راشدین 33
23- خلفائے راشدین نے فرمایا 34
24- دانشوروں کے اقوال 36
25- داؤد علیہ السلام، حضرت 41
26- روزہ 42
27- زکوٰۃ 43
28- زندگی گزارنے کے سنہری اصول (رسولؐ کے ارشادات کی روشنی میں) 44
29- سبق آموز حکایات وواقعات 47

Marfat.com

30-	شب برأت (دیکھئے) اسلامی تہوار........	18
31-	شیطان................	61
32-	صحابہ کرامؓ................	61
33-	صحاح ستہ................	62
34-	علامہ محمد اقبالؒ................	62
35-	علم و عمل................	65
36-	عید الضحیٰ (دیکھئے) اسلامی تہوار........	19
37-	عید الفطر (دیکھئے) اسلامی تہوار........	18
38-	عیسیٰ علیہ السلام، حضرت................	66
39-	فرشتے................	69
40-	قائد اعظمؒ................	70
41-	قرآن مجید................	73
42-	قرآنی تعلیمات................	74
43-	قرآنی قصے................	77
44-	محرم (دیکھئے) اسلامی تہوار........	17
45-	محمدؐ کا بچپن................	89

46- محمدؐ کے ارشادات (دیکھئے) زندگی گزارنے کے سنہری اصول 44

47- محمدؐ (دیکھئے) ہمارے نبیؐ........................ 98

48- مدینہ منورہ.............................. 90

49- معراج شریف (دیکھئے) اسلامی تہوار............... 18

50- مکہ معظّمہ.............................. 91

51- موسیٰؑ، حضرت............................. 93

52- نماز.................................... 94

53- والدین سے حُسنِ سلوک....................... 95

54- ہمارے نبیؐ................................ 98

55- ہودؑ، حضرت (دیکھئے) قرآنی قصے، قصہ ہودؑ......... 85

56- یوسفؑ، حضرت (دیکھئے) قرآنی قصے، قصہ یوسفؑ 77

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

پیش لفظ

بچوں کا اسلامی انسائیکلوپیڈیا الحمد اللہ آپ کے سامنے ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب کو پاکستان کے تناظر میں ترتیب دیا جائے۔ اس میں درج زیادہ تر وہ معلومات ہیں جو میٹرک تک کے بچوں میں بہت زیادہ استعمال میں رہتی ہیں۔ خصوصاً جب بچوں کو مضامین یا تقاریر تیار کرنے کو کہا جاتا ہے یا کسی مباحثے کے لئے تیاری کرنی ہو تو بچوں کو تلاش مواد میں دقت کا سامنا رہتا ہے۔ اور اگر مواد مل بھی جاتا ہے تو بہت تفصیلی معلومات ملتی ہیں۔ مزید اس میں بچوں کی دلچسپی اور اُن میں کتاب بینی کا رحجان پیدا کرنے کے لئے قصّے، حکایات اور واقعات کو بھی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بچوں کی شخصیت سنوارنے اور اُن میں خود اعتمادی کا عنصر پیدا کرنے کے لئے اخلاقی اقدار کی روشنی میں زندگی گزارنے کے سنہری اصولوں کو نہایت سادہ، پُرکشش اور مدلل الفاظ کی آڑ میں پیغام دینے کی کوشش کی گئی ہے اور یہی اس کتاب کا بنیادی مقصد ہے یعنی بچوں کی اخلاقی تربیت میں رہنمائی اور اُن میں عادت مطالعہ کا رحجان پیدا کرنا۔ جس کا عکس آپ کو کتاب میں شامل تقریباً ہر موضوع اور واقعہ کے اختتام میں بچوں کو دیئے جانے والے پیغام میں نظر آئے گا۔ اس ضمن میں کوشش کی گئی ہے کہ معلومات کو بچوں اور بڑوں کی درمیانی سطح پر رکھا جائے تا کہ بڑے بچے بھی اس سے استفادہ کر کے اپنی معلومات تازہ کر سکیں۔ لہٰذا معلوماتی معیار اور تفصیل کے توازن کو برقرار رکھا گیا ہے۔

بلاشبہ یہ ایک تحقیقی کام ہے کیونکہ بچوں کے لئے مذہبی معلومات ترتیب دینا میرے نزدیک انتہائی حساس معاملہ ہے۔ لہٰذا اس ضمن میں مستند کُتب سے معلومات کا

Marfat.com

انتخاب کر کے انہیں بچوں کے معیار یا سطح کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔اس کوشش میں اس امر کا بھی حتی الامکان خیال رکھا گیا ہے کہ مبہم اور متنازعہ معلومات سے گریز کیا جائے۔عبارت میں ایسے الفاظ کے استعمال سے بھی اجتناب کیا گیا ہے جن کے لئے کسی ڈکشنری کا استعمال ضروری ہو جائے۔الغرض بچوں کی سہولت اور روانی مطالعہ کے پیش نظر حوالہ جاتی باڑ ہٹا دی گئی ہے تاکہ قاری براہ راست متن کتاب سے لطف اندوز ہو کر اپنی معلومات میں اضافہ کرتا چلا جائے۔البتہ جن علماء دین اور اہل علم کی تخلیقات سے استفادہ کیا ہے کتاب کے اختتام پر اُس مواد کی کتابیاتی معلومات ترتیب دے دی ہیں تاکہ مزید مطالعہ یا کسی معلومات کے مستند ہونے کی دلیل کے لئے ان کتب سے مستفید ہوا جا سکے۔

ان تمام کوششوں اور سعی کے باوجود میں اس کے حتمی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔شامل کتاب کے ہر ہر موضوع پر بے شمار کتب موجود ہیں اور پھر ان موضوعات کے علاوہ بھی بہت سے اسلامی موضوعات ہیں جنہیں محض اس خیال سے شامل نہیں کیا گیا کہ اس سے بچے کہیں کنفیوز نہ ہو جائیں یا اُن کے مطالعہ کے لئے بچوں کو ابھی مزید مطالعہ اور ریاضت کی ضرورت ہے۔

آخر میں میری رب العزت سے دُعا ہے کہ میری اس کاوش کو زیادہ سے زیادہ قارئین تک پہنچا دے۔آمین o علاوہ ازیں میرے جن دوستوں کو کتاب کے کسی حصے یا معلومات کے معیار، تفصیل یا کمی بیشی پر اعتراض ہے یا وہ اس انسائیکلو پیڈیا کے سلسلہ میں اپنی تجاویز یا مشورہ دینا چاہیں تو مجھے دلی مسرت ہو گی۔

آپ سب کی دعاؤں کا طلب گار

مؤلف

آدم علیہ السلام، حضرت

حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے پہلے انسان اور نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان کو مٹی سے پیدا کیا۔ آپؑ کے زمانے کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر خلیفہ مقرر کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ انہیں سجدہ کرو۔ ابلیس کے سوا تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ ابلیس نافرمانی کے سبب راندہ درگاہ ٹھہرا۔ حضرت آدمؑ جنت میں رہتے تھے۔ کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی بائیں پسلی سے ایک عورت پیدا کی۔ حوا اُس کا نام رکھا۔ ان دونوں کو حکم ہوا کہ جنت کی جو نعمت چاہو استعمال کرو مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالموں میں شمار کیے جاؤ گے۔ لیکن شیطان کے بہکانے پر انہوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا۔ اس پاداش میں انہیں جنت سے نکال دیا گیا۔ پھر دونوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے گناہ کو معاف کر دیا اور انہیں زمین پر اترنے کا حکم دیا۔ ایک روایت کے مطابق آپؑ نے 960 برس کی عمر پائی۔ پیارے بچو! قرآن میں یہ سارا واقعہ بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہاں آپ کو یہ بتانا مقصود ہے کہ اسلام میں ایسا کوئی تصور نہیں کہ آدمؑ اور حواؑ کا گناہ وراثت میں سب انسانوں کو منتقل ہوا اور ہم سب پیدائشی گناہ گار ہیں۔ بلکہ انسان تو فطرتاً گناہوں سے پاک اور معصوم پیدا ہوتا ہے۔ ہر انسان کو عمل کی آزادی حاصل ہے۔ اس لئے وہ جو عمل بھی کرتا ہے اپنی ذمہ داری پر کرتا ہے۔ وہ جس راستے کا انتخاب کرے گا اس کے لئے وہ خود اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوگا۔

آیت الکرسی

قرآن مجید کی سورۂ البقرہ کی 255 ویں آیت جس میں اللہ تعالیٰ کا تعارف اور اسلام کے بنیادی عقیدے کو بیان کیا گیا ہے۔ ان آیات کا مفہوم ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور سب کو قائم رکھنے والا ہے۔ نہ اِسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کام کی شفارش نہیں کرسکتا۔ وہی ذرے ذرے کا جاننے والا ہے اور جب تک وہ خود نہ چاہے کوئی مخلوق اس کے علم میں سے ایک چیز کو نہیں جاسکتی۔ اس کی کُرسی (علم وقدرت) آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ ان کی حفاظت سے وہ نہیں تھکتا اور وہی اونچی شان اور عظمت والا ہے۔ ننھے مسلمانو! آیت الکرسی کو قرآن مجید کی سب سے زیادہ عظمت والی اور فضیلت والی آیات بیان کیا جاتا ہے اور عموماً مسلمان اسے مشکل کے وقت یا پھر خوف وخطر کے وقت پڑھتے ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ ان آیات کو محض مصیبت کے وقت ہی پڑھا جائے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب کوئی شخص اس آیت کو پڑھ کر دُعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعا کو شرف قبولیت بخش دیتا ہے۔ جو شخص رات کو سوتے وقت اِسے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک محافظ مقرر کر دیتا ہے۔ یہ محافظ رات بھر اس کے بستر کے پاس رہتا ہے۔ صبح تک کوئی شیطان اس کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتا۔ ایک اور حدیث میں ہے" جو شخص فرض نمازوں کے بعد آیت الکرسی پڑھنا اپنا معمول بنا لے اس کے بہشت میں داخل ہونے میں صرف موت حائل ہے۔ اِسے جونہی موت آئے گی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور بہترین زندگی پائے گا۔

Marfat.com

احسان

اسلامی شریعت میں اعلیٰ ترین سطح پر آنے والے عمل احسان کے معنی ہیں صدقہ وخیرات میں کامل ہونا، اچھائی، خلوص یا کسی بھی کام کو انتہائی خوبصورتی سے مکمل کرنا۔ احسان کے بعد ایمان اور پھر اسلام کی باری آتی ہے یعنی احسان، اسلام اور ایمان دونوں کے کامل ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ اللہ کی عبادت اس کیفیت میں کرنے کا مطالعہ کرتا ہے۔ گویا ہم ایسے دیکھ رہے ہیں یا کم از کم یہ کیفیت کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جس کسی نے میرے امتی کی کوئی حاجت پوری کی اس کا دل خوش کرنے کے لئے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے میرے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا، اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا (بیہقی) ایک دوسری جگہ فرمایا ''سائل کو کچھ دے دیا کرو چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھی آئے''۔ پھر ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا: ''وہ بندے زیادہ باعزت ہیں جو قابو پانے کے بعد اس کو معاف کر دیں (بیہقی) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔ پیارے بچو! اللہ تعالیٰ اس لئے احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ خود اپنی مخلوق پر اَن گنت احسان کرتے ہیں۔ سورہ رحمٰن میں جن جن نعمتوں کا ذکر ہے وہ سب اُس پاک ذات کے ہم پر احسانات ہیں۔ قرآن کہتا ہے: ''تم سب اللہ کے احسانات یاد کرو۔ تم ایک دوسرے کے دشمن اور وحشی تھے خدا نے تمہیں محبت کی نعمت بخشی اور تم اس کے الطاف وکرم سے بھائی بھائی بن گئے''۔

Marfat.com

اخلاص، سورۃ

جب ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظّمہ میں توحید کا جھنڈا بلند کیا اور لوگوں کو ایک خدا کے ماننے اور صرف اُسی کی عبادت کرنے کی تعلیم دی، تو کفار اور مشرکین نے دریافت کیا کہ جس رب کی عبادت کے لئے آپ ہمیں ہدایت کرتے ہیں، وہ کون ہے؟ کیا ہے اور اُس کی شکل و صورت کیسی ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیؐ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اے نبیؐ! قُلْ۔ یعنی ان لوگوں سے کہہ دو کہ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ؔ ''اللہ تعالیٰ ایک ہے''۔ (آتش پرست، مجوسی اور پارسی دو خدا مانتے ہیں۔ اُن کے خیال میں ایک نیکی کا خدا ہے اور ایک بدی کا۔ عیسائی خدا کے علاوہ حضرت عیسیٰؑ اور روح القدس کو بھی خدائی کا درجہ دیتے ہیں۔ ہندو اپنے کئی کروڑ دیوتاؤں اور اوتاروں کو خدا تصور کرتے ہیں۔ لیکن اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خدا صرف ایک ہے۔ ایک سے زیادہ ہرگز نہیں)۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ؔ ''اللہ بے نیاز ہے'' (وہ دیوی یا دیوتاؤں کی طرح کسی کی مدد کا محتاج نہیں اور نہ اُسے کسی کے مشورے کی ضرورت ہے)۔ لَمْ يَلِدْ۔ ''اُس نے کسی کو نہیں جنا'' (یعنی وہ کسی کا باپ نہیں جیسا کہ عیسائی خدا کو حضرت عیسیٰؑ کا باپ مانتے ہیں۔ یہودی حضرت عُزیر کو خدا کا بیٹا اور کفارِ عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ ''اور نہ اُس کو کسی نے جنا'' (یعنی وہ کسی کا بیٹا نہیں ہے، جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو خدا بھی کہتے ہیں اور خدا کا بیٹا بھی۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ؔ ''اور کوئی اس کی ہمسری کے لائق نہیں''، یعنی کوئی چیز اس کے مانند نہیں۔ خداوند تعالیٰ کا نہ کوئی مثل ہے نہ مشابہ۔ نہ

Marfat.com

ہم جنس ہے، نہ ہم صورت، جیسا کہ بعض مذاہب نے تعلیم دی ہے کہ خدا انسانی شکل میں ظاہر ہو کر لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا کرتا ہے۔ ہندو رام اور کرشن دونوں کو خدا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے ایک دفعہ رام چندر جی کی شکل میں ظہور کیا اور ایک دفعہ سری کرشن جی مہاراج کی صورت میں۔ چینی مذہب کا خیال ہے کہ انسان نیک عمل اور بہت زیادہ عبادت کرنے سے مرنے کے بعد خدا بن جاتا ہے اور اسی لئے وہ ہر بزرگ ہستی کو خدا کا مرتبہ دے کر اُن کی شکلوں کے بُت تیار کرتے اور اُنہی کو پوجتے ہیں۔ عیسائیوں کے ہاں تو عجیب گورکھ دھندا ہے۔ تین خدا مانتے ہیں اور پھر تینوں کو ایک بھی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ تعلیم عقلِ انسانی کے خلاف ہے۔ اس لئے اکثر اہلِ یورپ مذہب کو ترک کر کے دہریہ بن رہے ہیں اور سرے سے خداوند تعالیٰ کی ہستی سے ہی منکر ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن قرآنِ کریم فرماتا ہے کہ خدا ہے اور صرف ایک ہے۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے اور پالنے والا ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ تمام رسول، پیغمبر اور ولی اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے نیک اور محبوب بندے ہی ہیں۔ خدا نہیں ہیں۔ پیارے بچو! تم نے دیکھا قرآنِ کریم نے کس طرح چند الفاظ میں تمام غیر مذاہب کے باطل عقائد کی تردید کر کے حق بات کو صاف اور واضح کر دیا ہے۔ قرآنِ پاک میں توحید، عبادات اور معاملات پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے اور چونکہ توحید کے متعلق بتائی ہوئی تمام باتوں کا لُبِ لباب اس چھوٹی سی سُورت میں موجود ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ اخلاص قرآنِ کریم کا ایک

Marfat.com

تہائی حصہ ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ اس سورت کو زبانی یاد کر لو اور اُس کے معنی اور مطلب کو ہمیشہ ذہن میں رکھو تا کہ غیرِ خدا کا تصور کبھی دلِ میں نہ آسکے کیونکہ ایسا خیال اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔

اخلاق

پیارے بچو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مذہب ایک راستہ ہے جس پر چل کر ہم اپنی منزل کو پہنچتے ہیں۔ دنیا کے تمام راستے (مذاہب) جس بنیادی عنصر کو فوکس کرتے ہیں وہ ہے اخلاق۔ اس سے مراد وہ اچھے کام لئے جاتے ہیں جو بار بار کئے جائیں اور خوبصورت عادتیں بن جائیں۔ ہمارا مذہب اسلام جو امن و سلامتی کا سیدھا راستہ ہے۔ ہمیں بار بار اچھے اخلاق پر کاربند رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ درگزر کرنا، کسی کا دل رکھنا، برداشت کرنا، عیب جوئی نہ کرنا، منافقانہ حرکات سے دور رہنا۔ دوسروں پر احسان کرنا، ہر معاملہ میں عدل و انصاف کرنا اور یہ حقوق العباد یعنی والدین کے حقوق، استاد کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، بہن بھائیوں کے حقوق، ہمسائیوں کے حقوق، یتیم، مسکین، ومفلس کے حقوق، مہمان اور میزبان کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، غلام اور خادم کے حقوق، بیمار کے حقوق اور حکمران اور رعایا کے حقوق سب کا انحصار اخلاق پر ہی ہے۔ غرض یہ ہر شعبہ زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ خوش اسلوبی سے رہنے کا طرزِ عمل ہے اور یہیں سے شر اور خیر کی تصویر نمایا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی انسانوں کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دینا تھا۔ اخلاق کے بارے میں فرمان الٰہی ہے۔ ''اور بے شک آپ خلق عظیم پر (کاربند) ہیں'' (القلم) آپ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا ''ایمان والوں میں سے کامل ترین ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہیں'' (جامع ترمذی) رسول اللہؐ نے فرمایا ''میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں''۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ''اللہ کے نبیؐ کا اخلاق عین قرآن کے مطابق تھا'' (مسلم) قرآن مجید (سورہ بقرہ) میں ہے ''اور تم لوگوں سے بھلی بات کہو''۔ ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''تم آپس میں ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑایا کرو۔ ممکن ہے جس کا مذاق اڑایا جائے وہ مذاق اڑانے والے سے بہتر ہو، اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں پر تمسخر کریں۔ عین ممکن ہے وہ ان سے اچھی ہوں۔ ایک دوسرے کو آپس میں عیب نہ لگا۔ طعنہ زنی نہ کیا کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو۔ غرض کہ ایمان کے لانے کے بعد اس بدتہذیبی کا نام ہی بُرا ہے۔ اور وہ لوگ جو ان باتوں سے باز نہ آئیں۔ اللہ کے نزدیک وہ ظالم ہیں۔ اخلاق کے بارے میں آپؐ کی بہت سی احادیث ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''قیامت کے دن مومن کے میزان عمل میں سب سے زیادہ اور وزنی اور بھاری چیز جو رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے'' (ترمذی)۔ ''صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات کو نفلی نمازیں پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں'' (ابوداؤد)۔

ارکان اسلام

اسلام کے معنی ہیں سر تسلیم خم کرنا، یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے اپنی خواہشات کو قربان کر دینا۔ اس ارادے کی تکمیل کے لئے جس ضابطۂ

Marfat.com

حیات کی پابندی ضروری ہے، اسے ارکانِ اسلام کہتے ہیں اور اسی پر اسلامی
زندگی کی عمارت قائم ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام کی
بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (1) توحید ورسالت یعنی اس بات کی شہادت کہ
اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں
(2) نماز (3) روزہ (4) زکوٰۃ اور (5) حج۔

اسلام

اسلام سے مراد اطاعت کرنا، قبول کرنا اور گردن جُھکانا کے ہیں۔
وسیع تر مفہوم میں ایسے امن و اطاعت کے معنوں میں لیا جاتا ہے۔ ایک
مذہب اور آخری دین حضرت محمدؐ نے جس کی تعلیم دی۔ مسلمان اُسے مانا جاتا
ہے جو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جائے اور اس کے تمام احکام کو
تسلیم کر لے۔ اسلام کا دعویٰ ہے کہ یہ آخری اور کامل مذہب ہے۔ اس سے قبل
جو نبی اور پیغمبر آئے۔ اِن کی تعلیم بھی رہی جو اسلام نے پیش کی ہے۔ اسلام
کے بعد نہ کوئی نیا مذہب آئے گا اور نہ کوئی نبی بھیجا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری
کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا (الشوری)۔ اسلامی
عقائد کے مطابق توحید یعنی خدا کی وحدانیت، فرشتوں، قیامت، الہامی کتب
(تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید)، انبیاء اور غیب پر سچے دل سے ایمان
لانا لازمی ہے، کلمہ روزہ، حج، نماز اور زکوٰۃ اسلام کے بنیادی اصول ہیں
(مزید دیکھئے ارکان اسلام)۔

Marfat.com

اسلامی تہوار

تہوار سے مراد خوشی کا دن ہے۔تہوار پوری دنیا میں ہر مذہب وقوم کے لوگ اپنے اپنے طریقوں اور انداز سے مناتے ہیں۔ عام طور پر تہواروں پر لوگ خوشی مناتے ہیں اور دوسروں کو پریشان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔اسلام میں تہوار دو طرح کے ہیں۔ پہلے نمبر پر کچھ مذہبی تہوار ہیں اگر ان کو ادا نہ کیا جائے یا اُس روز اُن کاموں کو نہ کیا جائے جس کا پیغمبرؐ نے حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اس طرح کے تہواروں میں عیدالفطر،عیدالاضحیٰ اور جمعۃ المبارک۔ بعض تہوار مذہبی نہیں پھر اُن میں کچھ تو ایسے ہیں کہ کسی خاص واقعے کی یاد میں منائے جاتے ہیں۔ جیسے محرم، شب معراج وغیرہ۔ کچھ ایسے تہوار ہیں جنہیں آنحضرتؐ نے خود تو نہیں منایا البتہ بعد میں لوگوں نے آنحضرتؐ کی زندگی کے کچھ اہم واقعات کی یادگار میں اس دن کا اہتمام کے ساتھ کچھ کام کرنے شروع کر دیئے مثلاً عید میلا النبیؐ ،صفر کا آخری چا شنبہ اور معراج شریف وغیرہ۔

☆محرم: آنحضرتؐ کے وصال کے چالیس سال بعد مسلمانوں میں یزید نامی ایک بادشاہ گزرا۔اُس نے اسی مہینے کی دس تاریخ کو آنحضرتؐ کے حقیقی نواسے حضرت امام حسینؑ کو شہید کروا دیا۔اُس دن سے مسلمانوں کو اس مہینے کے شروع ہوتے ہی یہ واقعہ یاد آجاتا ہے۔جس سے قدرتی طور پر انہیں رنج ہوتا ہے۔اس روز قرآن شریف پڑھ کر حضرت امام حسینؑ اور اہل بیت کی روح کو بخشنا چاہیئے۔آخری چار شنبہ: آنحضرت صفر کے مہینے میں بیمار ہوئے تھے اور آخری دنوں میں آپؐ کی طبیعت سنبھل گئی۔اس دن کی مناسبت سے مسلمان

خوشی مناتے ہیں۔ ☆عید میلاد النبیؐ: 12 ربیع الاول بروز پیر آنحضرتؐ اس دنیا میں تشریف لائے۔ مسلمان آپؐ کی آمد کی خوشی مناتے ہیں۔ چونکہ آپؐ کی وفات بھی اسی تاریخ کو ہوئی تھی لہٰذا اس روز قرآن پاک کی تلاوت، درود شریف پڑھنا اور خیرات کرنا افضل ہے۔ ☆معراج شریف: نبوت کے بارہویں سال 27 رجب کی رات کو آنحضرتؐ کو معراج ہوئی۔ اس رات آنحضرتؐ شہر مکہ میں حضرت علیؓ کی بہن اُم ہانی کے گھر سو رہے تھے کہ حضرت جبرائیلؑ آپؐ کے پاس آئے اور کہا "چلیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلایا ہے"۔ آپؐ نے وضو فرمایا اور پھر ایک بہشتی جانور "بُراق" پر سوار ہو کر حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپؐ جنت اور دوزخ دیکھ کر واپس تشریف لے آئے۔ یہ کام اس قدر جلدی ہوا کہ جب آپؐ واپس تشریف لائے تو آپ کا بستر ابھی تک گرم تھا۔ اس واقعہ کی وجہ سے یہ مہینہ بہت برکتوں والا سمجھا جانے لگا۔ اس لئے اس مہینے میں خدا کی یاد زیادہ سے زیادہ کرنی چاہیئے خصوصاً 27 رجب کی رات کو عبادت کرنا بہت ثواب ہے۔ اس کے علاوہ اس مہینے میں جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں اُن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ☆شب برأت: قمری سال کے آٹھویں مہینے شعبان کی پندرہویں رات۔ قرآن میں اسے لیلۂ مبارک کہا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس رات ہر معاملے کا حکیمانہ اور محکم فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صادر کیا جاتا ہے۔ اس رات افراد، قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کے فیصلے کر کے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ یہ رات لیلۃ اسراۃ بھی کہلاتی ہے یعنی مغفرت والی رات۔ ☆عید الفطر: اس کو چھوٹی عید اور میٹھی عید بھی کہتے ہیں۔ یہ مسلمانوں

Marfat.com

کا سب سے بڑا تہوار ہے۔ مسلمان اسے رمضان شریف گزرنے کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو مناتے ہیں۔ اس روز مسلمان صبح عید کی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھاتے ہیں اور فطرانہ دیتے ہیں۔ ☆ **عید الاضحیٰ:** حضرت ابراہیمؑ کو اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا حکم ہوا۔ آپؑ نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا اور جب تکبیر دینے لگے تو اللہ کے فضل سے بکرے کا نزول ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کے واقعہ کی یاد میں مسلمان قمری سال کے بارہویں مہینے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو خوشی مناتے ہیں اور اس دن عہد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس روز عید گاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر پڑھنی چاہیئے اور نماز عید کے بعد قربانی کرنی چاہیئے۔ ☆ **جمعة المبارک:** انگریزی کلینڈر کے مطابق ہفتے کا چھٹا دن۔ اس دِن کو عالم اسلام میں مسلمانوں کے لئے بہترین دن سمجھا جاتا ہے۔ اس روز تمام مسلمان علاقے کی کسی بڑی مسجد میں جمع ہو کر ظہر کی نماز کے وقت نماز جمعہ ادا کرتے ہیں جو فرض ہے۔ جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور دو اذانیں ہوتی ہیں۔ ایک اذان اطلاع عام کے لئے اور دوسری خطبے کے لئے، امام دو خطبے پڑھتا ہے جن میں تھوڑا سا وقفہ دیتا ہے۔ جمعہ کی نماز سے پہلے غسل کرنا، صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا سُنت ہے۔ قرآن کہتا ہے: ''جب جمعہ کی اذان سنو تو کاروبار بند کر دو'' (سورہ جمعہ) نبی کریمؐ کا ارشاد ہے: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ اسی دن آدمؑ کو پیدا کیا گیا اور اسی دِن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اِسی دِن جنت سے (زمین کی

Marfat.com

طرف) نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دِن قائم ہوگی (مسلم)۔

پاکستان

تاریخ پاکستان کے پس منظر کے حوالے سے جو بچے کچھ زیادہ علم نہیں رکھتے اُن کی رہنمائی کے لئے میں بتاتا چلوں کہ مسلمانوں نے برصغیر پاک و ہند پر 1001ء سے لے کر 1857ء تک کوئی ساڑھے آٹھ سو برس حکومت کی۔ سندھ کو محمد بن قاسم نے 20 جون 712ء میں فتح کیا۔ پنجاب کا علاقہ 1021ء میں مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ پھر غوری خاندان کا اقتدار شروع ہوا تو سلطنت دہلی وجود میں آئی اور 1857ء تک ترک، افغان، عرب اور پھر مغل حکمرانوں کی صورت میں مسلمان برصغیر میں برسرِ اقتدار رہے۔ سر بلندی اور اقتدار کی اس طویل تاریخ کے بعد مسلمانوں کو، انگریزوں کا محکوم ہونا پڑا۔ 1857ء میں ایک دفعہ پھر مسلمانوں نے اپنا کھویا ہوا اقتدار حاصل کرنے کے لئے انگریزوں کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی، لیکن ناکامی ہوئی۔ اقتدار کے خاتمہ کے ساتھ ہی مسلمانوں پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ انگریز مسلمانوں کو چن چن کر قتل کر رہا تھا اور اُن کی زندگی ہر طرف سے خطرات میں گھری ہوئی تھی۔ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں، یہ اعلان سب سے پہلے سر سید احمد خان نے کیا جو بعد میں دو قومی نظریہ کی بنیاد بنا۔ آہستہ آہستہ مسلمانوں نے یہ بات سمجھ لی کہ اشتراک کی بنیاد پر تمام غیر مسلموں سے ایک مَنفرد قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مسلمان اور غیر مسلم مل کر ایک قوم نہیں بن سکتے۔ علامہ اقبال

نے مسلم قومیت کے اس تصور کی روشنی میں پاکستان کا تصور پیش کیا۔ جس میں قائداعظم محمد علی جناح نے حقیقت کا رنگ بھر دیا۔ پیارے ننھے قارئین! پاکستان سے متعلق بہت سی بنیادی معلومات تو آپ رکھتے ہی ہوں گے۔ آپ کی معلومات میں مزید اضافے اور ذوق مطالعہ میں شدت پیدا کرنے کے لئے آپ کو بتاتا چلوں کہ 63 برس قبل دوقومی نظریے کی بنیاد پر ہمارا پیارا ملک پاکستان 14 اور 15 اگست 1947ء کی درمیانی شب وجود میں آیا۔ سب سے پہلے گورنر جنرل قائداعظم تھے اور سب سے بڑی سیاسی پارٹی مسلم لیگ تھی۔ قائداعظم اقتدار سنبھالتے وقت مسلم لیگ کی صدارت سے مستعفی ہوگئے۔ نئی مملکت کی تنظیم وفاقی آئین کے خطوط پر استوار ہوئی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان بحیرہ عرب کے ساحل پر جنوبی ایشیاء میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں ایران اور افغانستان اور مشرق اور جنوب مشرق میں بھارت ہے۔ اس کا شمالی علاقہ گلگت اور بلتستان چین کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ روس کو پاکستان سے افغانستان کی ایک تنگ پٹی واکھان ملاتی ہے۔ کے ٹو بلند ترین مقام ہے، سطح سمندر سے بلندی 8250 فٹ ہے۔ کراچی سب سے نیچا مقام ہے، ساحل سمندر سے ملا ہوا ہے۔ جب یہ پیارا ملک ہمیں ملا تو اس کے دو حصے (مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان) تھے۔ مگر افسوس 1971ء کی جنگ کے بعد مشرقی پاکستان یا بنگلہ دیش ہم سے الگ ہو گیا۔ اسلام آباد پاکستان کا دار الحکومت ہے۔ پاکستان کے چار صوبے ہیں۔ پنجاب، سندھ، خیبر پختون خوا (بشمول فاٹا) اور بلوچستان۔

پنجاب کا رقبہ پاکستان کے رقبے کا 25.8 فیصد اور آبادی کل آبادی کا 56.1 فیصد ہے۔ سندھ کا رقبہ 17.7 فیصد اور آبادی 15.7 فیصد صوبہ خیبر پختون خوا کا رقبہ 12.8 فیصد اور آبادی 15.7 فیصد۔ بلوچستان کا رقبہ 23.6 فیصد اور آبادی 5.1 فیصد ہے۔ گویا پنجاب سب سے زیادہ گنجان آباد صوبہ ہے یعنی 230 افراد فی مربع کلومیٹر، بلوچستان سب سے کم گنجان آباد ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان کی موجودہ آبادی تقریباً سترہ کروڑ ہے۔

تحریک پاکستان

30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا یہ اجلاس محمڈن ایجوکیشنل کا تھا اور اس کی صدارت نواب وقار الملک نے کی۔ 1907ء میں انگریز حکومت نے قانونی اصطلاحات کی رو سے مسلمانوں کو جداگانہ انتخابات کا حق دیا۔ 1916ء میں قائد کی وساطت سے کانگریس اور لیگ میں مفاہمت کی بات چلی اور دونوں جماعتوں کے درمیان جو معاہدہ طے پایا اسے میثاق لکھنؤ کا نام دیا گیا۔ 1919ء میں رولٹ ایکٹ کے تحت حکومت کو بے پناہ اختیارات دیئے گئے اور قائداعظم نے رولٹ ایکٹ کی مخالفت کرتے ہوئے وائسرائے کونسل سے استعفیٰ لے لیا۔ اسی سال تحریک خلافت کی ابتداء ہوئی، اور 27 اکتوبر 1919ء کو مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں یوم خلافت منایا گیا اور اٹھارہ ہزار مسلمانوں نے بطور احتجاج افغانستان ہجرت کی اور بتیس ہزار مسلمانوں نے جیل کاٹی۔ 1920ء میں محمد عبدالقادر بلگرامی نے برصغیر کی تقسیم پیش کی۔ 1928ء

Marfat.com

میں نہرو رپورٹ پیش کی گئی۔ 1929ء میں قائداعظم کے چودہ نکات منظور کیے گئے۔ دسمبر 1930ء میں الہ آباد میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں علامہ اقبال نے ہندوستان میں ایک علیحدہ مملکت کے قیام کا تصور پیش کیا۔ 1933ء میں چوہدری رحمت علی نے اسلامی مملکت کو ''پاکستان'' کا نام دیا۔ 1934ء میں قائداعظم محمد علی جناح مسلم قیادت کے لئے لندن سے ہندوستان تشریف لائے۔ 1935ء میں ہندوستان کے چھ صوبوں میں کانگریسی وزارتوں کا قیام عمل میں آیا۔ 1938ء میں قائداعظم نے ہندوستان کی تقسیم کا مطالبہ کیا۔ 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں قرارداد لاہور منظور ہوئی جسے قرارداد پاکستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قرارداد کو چوہدری فضل حق نے پیش کیا اور اس کا مسودہ سر سکندر حیات خان نے تیار کیا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے 1940ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں دو قومی نظریہ کی وضاحت کی۔ اگست 1942ء میں مہاتما گاندھی نے انگریزوں کی خلاف ہندوستان چھوڑ دو کا نعرہ بلند کیا۔ اس کے جواب میں قائداعظم نے ''تقسیم کرو اور ہندوستان چھوڑ دو'' کا نعرہ دیا۔ 1944ء میں گاندھی نے نظریہ پاکستان کو ماننے سے انکار کر دیا۔ جس کی بنا پر گاندھی جناح مذاکرات ناکام ہو گئے۔ 1945ء میں مسلم لیگ نے نظریہ پاکستان کی بنیاد پر انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ 1946ء میں مسلم لیگ کے کنونشن میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ پاکستان مسلم اکثریت کے صوبوں پر مشتمل ایک واحد خود مختار مملکت ہے۔ 14 اگست 1947ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور اس کے پہلے گورنر جنرل

Marfat.com

قائداعظم محمد علی جناح اور وزیراعظم نوابزادہ لیاقت علی خان تھے۔

توبہ

توبہ ترکِ گناہ کا عہد ہے۔توبہ کے معنی اپنی توجہ ہر طرف سے ہٹا کر اللہ کی طرف مبذول کرنا ہے۔قرآن میں یہ لفظ بار بار آیا ہے۔خدا سے سچے دل سے توبہ کی تلقین کی گئی ہے۔توبہ اللہ کے ہاں پسندیدہ ترین عمل ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے مومنو! تم مجموعی طور پر اللہ سے توبہ کروتا کہ تم فلاح پاؤ''۔(سورۃ النور) امام غزالی کے ہاں توبہ کی تین شرائط ہیں گناہ کا سرزد ہونا، گناہ پر نادم ہونا اور پھر یہ عہد کرنا کہ آئندہ یہ گناہ ہرگز نہ کروں گا۔احادیث نبویؐ میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابنِ آدم! تو میری طرف چل کر آئے تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔خطاؤں پر پشیمان اللہ تعالیٰ کی رحمت کا منتظر ہے۔اللہ تعالیٰ دن کے گناہ کاروں کی خطائیں معاف کرنے کے لئے رات کو اور رات کے خطا کاروں کی خطائیں معاف کے لیے دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ بدکار لوگوں کی توبہ قبول کرے۔اگر تم کثرت گناہ کرو کہ ان کی مقدار آسمان تک پہنچ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرے۔پیارے بچو! انسان خطاء کا پُتلا ہے۔اُس سے غلطی ہوسکتی ہے۔وہ کسی گناہ کا مرتکب ہوسکتا ہے کیونکہ شیطان اُسے ہر وقت بہکانے کے درپہ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور توبہ کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔وہی شخص افضل ہے جو اپنی خطاؤں اور غلطیوں پر نادم ہو کر ان سے مُنہ موڑ لے اور اللہ سے توبہ کا طالب

Marfat.com

واضح الفاظ میں کہتا ہے ''اللہ تعالیٰ پر توبہ کی قبولیت کا حق انہی لوگوں کیلئے ہے جو نادانی کی وجہ سے کوئی بُرا فعل کر گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان میں سے کسی کی موت ان کے سر پر کھڑی ہوتی ہے تو کہنے لگتا ہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہے جو کفر پر مرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ہم نے بڑی تکلیف کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ جو لوگ سچے دل سے توبہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نہ صرف انہیں معاف فرماتا بلکہ اُن کے گناہوں پر پردہ پوشی بھی کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے کا واقعہ ہے ایک بار حضرت عمرؓ مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گذر رہے تھے کہ ایک جوان سامنے آیا۔ اس نے کپڑوں کے نیچے ایک بوتل چھپا رکھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا! اے نوجوان؛ یہ کپڑوں کے نیچے کیا اٹھا رکھا ہے؟ اس بوتل میں شراب تھی۔ نوجوان نے اسے شراب کہنے میں شرمندگی محسوس کی۔ اس نے دل میں دُعا کی یا اللہ مجھے حضرت عمرؓ کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ فرمانا، ان کے ہاں میری پردہ پوشی فرمانا، میں کبھی بھی شراب نہیں پیوں گا، اس کے بعد نوجوان نے عرض کیا! اے امیر المومنین! ''میں سرکہ کی بوتل اٹھائے ہوں''۔ آپؓ نے فرمایا! مجھے دکھاؤ؛ جب دکھائی اور ان کے سامنے کیا اور حضرت عمرؓ نے اسے دیکھا، تو وہ سرکہ تھا تو بچو! اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بس توبہ کرنے والے کی توبہ میں اخلاص ہو اور اللہ تعالیٰ کی ذات بخشنے والی ہے

Marfat.com

اور اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے انسان اپنے گناہ کے بُرے نتیجے سے بچ جاتا ہے۔ گناہ پر نادم ہونے کے بعد گناہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑنے کے عزم پر انسان اللہ کا پسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

جنت

جنت سے مُراد وہ جگہ یا باغ لیا جاتا ہے جو مرنے کے بعد اُن لوگوں کو ملے گی جنہوں نے دنیا میں نیک اور اچھے کام کئے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں انسان کی تمام جائز خواہشات پوری ہوں گی اور لوگ امن اور چین سے ابدی زندگی بسر کریں گے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام الریان ہے۔ جس میں سے صرف روزہ رکھنے والے گزریں گے۔ جنت میں سو درجات ہیں اور ہر درجوں کے درمیان آسمان و زمین کے درمیان فاصلے جتنا فاصلہ ہے۔ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ الفردوس ہے جہاں سے چار نہریں پھوٹتی ہیں۔ اس کے اوپر عرش ہے۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کبھی انسان کے دل میں ان کا گمان وخیال پیدا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کی تعمیر اس طرح ہے کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور اس کا مسالہ تیز خوشبودار مشک ہے اور وہاں سے سنگریزے جو بچھے ہوئے ہیں وہ موتی اور یاقوت ہیں اور وہاں کی خاک گویا زعفران ہے۔ جو لوگ اس جنت میں پہنچیں گے ہمیشہ عیش وچین سے رہیں گے اور کوئی تنگی تکلیف ان کو نہ ہوگی اور ہمیشہ زندہ رہیں گے وہاں اُن کو موت نہیں آئے گی اور ان کی جوانی کبھی ان کے کپڑے پرانے اور خستہ

نہ ہوں گے اور ان کی جوانی کبھی زائل نہ ہوگی (ترمذی)۔ اہل جنت کھائیں گے بھی اور پئیں گے بھی لیکن نہ تو انہیں تھوک آئے گی اور نہ پیشاب پاخانہ ہوگا اور نہ ان کی ناک ریزش آئے گی۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا تو کھانے کا کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ڈکار اور پسینہ مشک کے پسینے کی طرح (غذا کا اثر ان دو طریقوں سے نکل جایا کرے گا) اور ان اہل جنت کی باتوں پر اللہ کی حمد و تسبیح اس طرح جاری ہوگی جس طرح تمہارے سانس جاری رہتے ہیں (ترمذی)۔

جہنم

جہنم یا دوزخ سے مُراد گہرا کنواں اور آگ کی بھٹی لیا جاتا ہے۔ ایسا گہرا کنواں جہاں نافرمانی اور بداعمال لوگوں کو مرنے کے بعد سزا بھگتنی ہوگی۔ جہنم کا جو نقشہ قرآن پاک میں پیش کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ آگ کی بھٹی ہوگی جس کا ایندھن انسان ہوں گے۔ اہل دوزخ کو پینے کے لئے پیپ اور گرم پانی ملے گا ان کی غذا تھوہر ہوگی۔ وہ گرم دھوئیں میں رہیں گے لیکن ان کو موت نہیں آئے گی۔ قدیم یونانیوں اور شامیوں کے نزدیک جہنم کے سات طبقے ہیں اور اہل اسلام کا بھی یہی خیال ہے۔ فرمان الٰہی ہے اور جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا، ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے (الملک)۔ آپؐ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخیوں میں عذاب کے اعتبار سے سب سے ہلکا عذاب پانے والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں پیروں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں جن کی وجہ سے اس کا دماغ اس طرح کھول رہا ہوگا جس طرح ہانڈی ابلتی ہے (بخاری)۔

Marfat.com

جھوٹ

جھوٹ سے مُراد غلط بیانی کرنا، حق بات چھپانا، سچائی پر پردہ ڈالنا۔ آپؐ نے منافق کی تین نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ بات کرے تو جھوٹ کہے۔ وعدہ کرے تو خلاف کرے اور عہد کرے تو توڑ ڈالے۔ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: جب بندہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کے منہ سے ایسی بدبو پیدا ہوتی ہے کہ رحمت کا فرشتہ اس سے ایک میل دُور ہٹ جاتا ہے۔ جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم کھانے والوں کے بارے میں آپؐ نے فرمایا: جو شخص جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔ تین بار فرمایا: جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر کر دیا گیا ہے۔ جس نے مسلمان پر ایسی گواہی دی جس کا وہ اہل نہیں تو گواہی دینے والے نے اپنی جگہ دوزخ میں بنالی۔ پیارے بچو! جھوٹ ایک بہت بُری عادت ہے جھوٹ بول کر لوگ نہ صرف دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ جھوٹ بولنے والے کی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے اور چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے۔ اُس کی اس عادت کی وجہ سے لوگ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ کوئی اس کی باتوں پر یقین نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ کبھی سچی بات بھی کہنا چاہے تو کسی کو یقین نہیں آتا۔ وہ اپنا اعتماد کھو دیتا ہے۔ اور پھر سب سے بڑی بات اللہ تعالیٰ اُس سے خفا ہو جاتے ہیں کہ اُس نے اُس ذات پاک کی نافرمانی کی اور جھوٹ کو اپنایا۔ اس طرح جھوٹ بولنے والا دنیا اور آخرت دنوں میں رسواء ہوتا ہے۔

Marfat.com

حج

رکن اسلام حج ہر اُس عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے جو حج پر جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ یہ ہر مرد و عورت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ حج سنت ابراہیمی ہے۔ اس کے تین فرائض احرام باندھنا، میدن عرفات میں ٹھہرنا اور طواف کعبہ ہیں۔ حج سے متعلق قرآن نے واضح حکم دیا ہے۔ اسلام سے پہلے بھی عربوں میں حج کا رواج تھا اور وہ لوگ ہر سال حج کے لئے مکہ معظّمہ آیا کرتے تھے۔ حج کی تین اقسام ہیں۔ حج تمتع، حج افراد اور حج قران۔ حج تمتع اور حج قران دونوں میں جانوروں کی قربانی دینا ضروری ہے۔ البتہ حج افراد میں قربانی کرنا ضروری نہیں ہے۔ فوائد: حجاج کے اندر صبر و تحمل اور مستقل مزاجی پیدا ہوتی ہے۔ یہ توحیدِ باری تعالیٰ پر ایمان کا ایک قابل دید مظاہرہ ہے اور دنیا کے مختلف حصوں سے آنے والے مختلف نسلی گروہوں کے مابین اخوت کے رشتوں کو مضبوط بنا دیتا ہے۔ یہاں جمع ہونے والوں کے لئے یہ مل بیٹھنے، ایک دوسرے کو جاننے، آپس میں خیالات کا تبادلہ کرنے، اپنے تجربات دوسروں کے تجربات سے موازنہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ روح کو برائیوں سے پاک کرتا ہے اور عمدہ خصلتوں۔ مثلاً مہر و محبت، شفقت و ہمدردی، حسن اخلاق اعتدال پسندی اور منکر المزاجی کو فروغ دیتا ہے۔

حقوق العباد

جبکہ حقوق العباد سے مُراد انسانوں کے حقوق انسانوں پر۔ ہمارا مذہب اسلام اس امر کی تلقین کرتا ہے کہ کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک سے

پیش آؤ، پڑوسی کے آرام کا خیال رکھو، مہمان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، یتامیٰ کی امداد کرو اور ان سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرو اور ان کا مذاق اڑانے سے باز رہو۔ عام لوگوں پر رحم کرنا سب حقوق العباد کا حصہ ہے جسے پورا کرنے والا خدا کا نیک بندہ کہلائے گا۔ آخرت میں بھی حقوق العباد کے متعلق زیادہ پوچھ گچھ کی جائے گی اور اس بارے میں ادنیٰ سے ادنیٰ غلطی بھی قابلِ گرفت ٹھہرے گی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''مومن ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا''۔ ایک دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں''۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے تمام افعال سے منع فرمایا ہے جس سے انسانوں کے آپس میں تعلقات بگڑیں اور معاشرے میں بگاڑ اور فساد پیدا ہو۔ ان ناپسندیدہ افعال میں عیب جوئی کرنا، پھبتیاں کسنا، الزام لگانا، اعتراض کرنا اور کھلم کھلا یا زیرِلب یا اشاروں کے ذریعے کسی کو نشانۂ ملامت بنانا طعن و تشنیع کے زمرے میں آتا ہے۔ بلاشبہ معاشرے کے ہر فرد کے حقوق بھی ہیں اور فرائض بھی اگر ہم مختلف گھروں کے مسائل کا جائزہ لیں اور ان کے پس پردہ عوامل پر غور کریں تو ہم پر یہ واضح ہوگا کہ ان بنیادی مسائل کا سبب محض حقوق و فرائض کی ادائیگی میں عدم توازن ہی ہے۔ ہر شخص یہ چاہتا

Marfat.com

ہے کہ اس کے جو حقوق ہیں وہ اُنہیں حاصل کرے اور فرائض کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ انسان طبعاً معاشرت پسند ہے۔ اس کی گروہی جبلت اسے اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل جُل کر رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ وہ اپنی پیدائش سے لے کرتا دم زیست بے شمار افراد کی خدمات، توجہ، امداد اور سہاروں کا محتاج ہے۔ اپنی پرورش، خوراک، لباس، رہائش اور تعلیم و تربیت کی ضروریات ہی کے لیے نہیں بلکہ اپنی فطری صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے اور ان کے علمی اظہار کے لیے بھی وہ اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ یہ اجتماعی زندگی اس کے گرد تعلقات کا ایک وسیع تانا بانا تیار کرتی ہے۔ خاندان، برداری، محلے، شہر، ملک اور بحیثیت مجموعی پوری نوع انسانی تک پھیلے ہوئے تعلقات کے یہ چھوٹے بڑے دائرے اس کے حقوق و فرائض کا تعین کرتے ہیں۔ ماں، باپ، بیٹے، شاگرد، استاد، مالک، ملازم، تاجر، خریدار، شہری اور حکمران کی بے شمار مختلف حیثیتوں میں اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں اور ان فرائض کے مقابلہ میں وہ کچھ متعین حقوق کا مستحق قرار پاتا ہے۔ ان حقوق میں بعض کی حیثیت محض اخلاقی ہوتی ہے۔ مثلاً بڑوں کا حقِ ادب، چھوٹوں کا حقِ شفقت، ضرورت مند کا حقِ امداد، مہمان کا حقِ تواضع، مریض کا حقِ عیادت، وغیرہ اور بعض حقوق ایسے ہیں جن کو قانونی تحفظ حاصل ہے مثلاً حق ملکیت، حق اجرت، حق مہر اور حق معاوضہ وغیرہ۔ یہ ایسے حقوق ہیں جن کا تعلق کسی مفاد سے ہوتا ہے اور ملک کا قانون اس مفاد کو تسلیم کر کے اسے عدلیہ کے ذریعے قابل حصول بنا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ایسی اقدار ہیں جنہیں ہم عموماً اخلاقی اقدار کا نام دیتے

ہیں۔ وہ بھی حقوق العباد کا ہی حصہ ہیں مثلاً: جس اجتماع میں نظم کا تقاضا ہو وہاں دھکم پیل نہ کی جائے۔ جس عمارت میں اندر جانے کے لیے قطار لگی ہو اسے برہم نہ کیا جائے۔ ٹرین اور بس میں سوار ہوتے وقت دھکے نہ دیئے جائیں اگر وہاں جگہ مل جائے تو ایسے کشادہ ہو کر نہ بیٹھیں کہ دوسرے مسافر کے لیے جگہ تنگ پڑ جائے۔ یہ کوشش کی جائے اپنی جگہ اس شخص کو دے جس کو جگہ نہیں ملی۔ المختصر ہمیں چاہیے کہ کچھ دیر کے رابطہ پر بھی ہم دوسروں کے لیے باعث رحمت وراحت بننے کی کوشش کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق بیان فرمائے ہیں: جب تم مسلمان بھائی سے ملو تو اس کو سلام کرو، جب وہ تمہیں دعوت کے لیے مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرو، جب وہ تم سے نیک مشورے کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرو اور نیک مشورہ دو، جب اس کو چھینک آئے تو وہ ''الحمد للہ'' کہے تو اس کے جواب میں کہو ''یرحمک اللہ''۔ وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو، اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔ اوپر بیان کی جانے والی اقدار اور حقوق کے علاوہ بھی ایسی بہت سی ذمہ داریاں ہیں جو ایک انسان معاشرے میں رہتے ہوئے مختلف رشتوں، تعلقات اور رابطے کی بنا پر خوشگوار ماحول پیدا کرنے اور بہتر زندگی گزارنے کے لیے اپنی ڈیوٹی سمجھ کر ادا کرتا ہے۔

حقوق اللہ

اسلام میں معاشرتی نظام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات میں حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد پر زور دیا گیا ہے۔ حقوق اللہ سے

Marfat.com

مُراد خدا کے حقوق بندے پر۔ انسان اپنے رب کے بتائے ہوئے راستے پر چلے یہی حقوق اللہ کا بنیادی جُز ہے۔ یہ صرف اللہ ہی کا حق ہے کہ بندے اسے مقتدر اعلیٰ مانیں، اس کے آگے اعتراف بندگی میں سر جھکائیں، اپنی حاجتوں میں اسی کی طرف رجوع کریں، اسی کو مدد کے لیے پکاریں، اسی پر بھروسا کریں، اسی سے امیدیں وابستہ کریں اور اسی سے ظاہر و باطن میں ڈریں۔ یہ منصب بھی اللہ ہی کا ہے کہ ہمارے لیے حلال و حرام کی حدود مقرر کرے، حقوق و فرائض معین کرے اور ہمیں بتائے کہ ہم اُس کی دی ہوئی قوتوں اور اس کے بخشے ہوئے دسائل کو کس طرح کن کاموں میں کن مقاصد کے لیے استعمال کریں۔ یہ صرف اور صرف اللہ ہی کا حق ہے کہ بندے اس کی حاکمیت تسلیم کریں۔ اس کے حکم کو منبع قانون مانیں اور ہدایت و رہنمائی کے لیے اس کی طرف رجوع کریں۔ مزید وضاحت کے لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ میں بندے پر درج ذیل پابندیاں عائد ہوتی ہیں: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانا، پیغمبروں پر ایمان لانا اور ان کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرنا، خدا کی عبادت کرنا یعنی نماز، روزہ، زکواۃ اور حج وغیرہ، ارکان اسلام کی پابندی کرنا۔

خلفائے راشدینؓ

خلافت راشدہ وہ تیس سالہ دور ہے جس میں آنحضرتؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے چار عزیز ترین دوست حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ،

Marfat.com

حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ یہ ان دس صحابہؓ میں سے ہیں جنہیں دنیاوی زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری سنادی گی تھی یعنی عشرہ مبشرہ۔ خلافت راشدہ کا دور اس لئے بہت اہم جانا جاتا ہے کہ اس دور میں اسلامی تعلیمات پر عمل کیا گیا اور حکومت کے اصول اسلام کے مطابق رہے۔ یہ زمانہ اسلامی فتوحات کا بھی ہے۔ جزیرہ نما عرب کے علاوہ ایران، عراق، مصر، فلسطین اور شام بھی اسلام کے زیر نگین آ گئے۔ آپ ﷺ نے خلفائے کے بارے میں فرمایا "تم میرے بعد میری سُنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقوں کو اختیار کرنا اور اسے مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا، یعنی اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

خلفائے راشدین نے فرمایا

حضرت ابوبکر صدیق: تمہیں اس دن پر رونا چاہیئے جو تم نے نیکی کے بغیر گزار دیا۔ جو اللہ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔ گفتگو میں اختصار سے کام لو۔ کلام اتنا ہی مفید ہوتا ہے جتنا آسانی سے سنا جا سکے۔ لمبی باتیں کچھ حصہ ذہنوں سے ضائع کر دیتی ہے۔ علم پیمبروں کی میراث ہے اور مال کفار، فرعون اور قارون وغیرہ کی۔ وہ لوگ بہتر نہیں ہیں جو دنیا کو آخرت کے لئے ترک کر دیتے ہیں بلکہ بہتر وہ ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں کو دیتے ہیں۔ جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جانیں کہ میرا دل ایمان سے خالی ہے۔

☆ **حضرت عمر فاروقؓ:** اگر عیب دانی کے دعوے کا خیال نہ ہوتا تو میں کہتا پانچ اشخاص جنتی ہیں۔ 1- وہ محتاج جو عیالدار مگر صالح ہو 2- وہ عورت جس کا

خاوند اس سے راضی ہو اور خوش ہو 3- وہ عورت جس نے اپنے شوہر کا حق مہر معاف کر دیا 4- جس کے والدین اس سے خوش ہوں 5- وہ جو اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو میرے عیب پر مجھے مطلع کرتا ہے۔ کم بولنا حکمت، کم کھانا صحت، کم سونا عبادت، عوام سے کم ملنا عافیت ہے۔ سب سے بڑا ہوشیار آدمی وہ ہے جس کا زادِ راہ خوف خدا ہو جس قدر ممکن ہو۔ غریب کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ تا کہ اس کی زبان کھلے اور ہمت بڑھے۔ آدمی کے نماز روزے کو نہیں بلکہ اس کی دانائی اور راست بازی کو دیکھنا چاہیئے۔ نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے۔ ☆ حضرت عثمان غنیؓ: زندگی کا مقصد بنا لیجئے پھر اپنی ساری طاقت اس کے حصول پر لگا دیجئے آپ یقیناً کامیاب ہوں گے۔ اے انسان اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ اور تو دوسروں کا ہونا چاہتا ہے۔ علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے۔ اور عمل بغیر علم کے فائدہ نہیں بخشتا۔ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔ ایک دفعہ آپؓ کے عہد خلافت میں سخت قحط پڑا۔ لوگ فاقہ کشی سے مجبور ہو کر اپنے املاک و جائیداد نہایت ارزاں قیمتوں پر فروخت کرنے لگے۔ آپؓ کے اہل خانہ نے کہا کہ فلاں باغ کا مالک اسے نہایت سستی قیمت پر فروخت کر رہا ہے۔ بہتر ہو کہ آپ ہی اسے خرید لیں۔ آپ روپے لے کر باغ کی طرف چل دیئے لیکن راستے میں قحط زدہ لوگوں کی فاقہ کشی اور مصیبت اور پریشانی دیکھ کر آپ اشکبار ہو گئے اور وہ تمام روپیہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیا اور گھر واپس آ گئے۔ اہل خانہ نے دریافت کیا کہ آپ باغ

Marfat.com

خرید آئے۔ آپؓ نے کہا ہاں میں تمہارے لئے جنت میں باغ خرید آیا ہوں۔ ☆حضرت علیؓ: عقل مند اپنے آپ کو پست کر کے بلندی حاصل کرتا ہے اور نادان اپنے آپ کو بڑھا کر ذلت اٹھاتا ہے۔ آدمی کی قابلیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔ غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ شریف کی پہچان یہ ہے کہ جب کوئی سختی کرے تو سختی سے پیش آتا ہے اور جب اس سے کوئی نرمی کرے تو نرم ہو جاتا ہے اور کمبخت سے جب کوئی نرمی کرے تو سختی سے پیش آتا ہے اور جب کوئی سختی کرے تو ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ علماء اس لئے غریب و بے کس ہیں کہ جاہل لوگ زیادہ ہیں جو ان کی قدر نہیں سمجھتے۔ حرص سے کچھ روزی نہیں بڑھ جاتی مگر آدمی کی قدر گھٹ جاتی ہے۔ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔ گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے۔ عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔ یہ نہ دیکھو بات کس نے کہی یہ دیکھو بات کیسی ہے۔

دانشوروں کے اقوال:

☆دل کو زندہ اور بیدار رکھنے کے لئے اچھی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے (امام غزالی)۔

☆اپنا اچھا کام دوسروں کی نکتہ چینی سے تنگ آ کر بند نہ کرو (بابا فریدؒ)

☆چڑیاں متحد ہو جائیں تو شیر کی کھال کھینچ سکتی ہیں۔

☆میں خدا سے ڈرتا ہوں، خدا کے بعد اس شخص سے ڈرتا ہوں جو خدا سے نہیں ڈرتا۔

☆ دوسروں کے غم سے بے خبر رہنے والا آدمی کہلانے کا مستحق نہیں (شیخ سعدی)

☆ بلند حوصلہ انسان کے ہاتھ میں آ کر مٹی بھی سونا بن جاتی ہے۔

☆ دوسروں کی گفتگو میں دخل دے کر اپنی کم عقلی کا ثبوت نہ دو۔ (لقمان)

☆ جب تک انسان علم سیکھتا رہتا ہے وہ عالم رہتا ہے اور جب اسے یہ خیال آ جائے کہ میں علم سیکھ چکا ہوں تو وہ جاہل بن جاتا ہے (ابونصر فارابی)

☆ ایک بادشاہ ایک فقیر کی ملاقات کو گیا فقیر ہمیشہ ننگا رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے کہا اے فقیر مجھ سے کچھ مانگ۔ فقیر نے کہا! جہاں پناہ مجھے مکھیاں بہت ستاتی ہیں ،انہیں کہہ دیجئے کہ مجھے نہ ستایا کریں۔ بادشاہ نے کہا: مکھیوں پر میرا اختیار نہیں فقیر بولا! جب ایسی معمولی چیز پر آپ کا اختیار نہیں تو پھر میں آپ سے کیا مانگ سکتا ہوں (مولوی عبداللہ فارسی)

☆ سقراط کو سزا دینے سے پہلے لوگوں نے اس سے پوچھا تمہاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے۔ اس نے جواب میں کہا: میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں شہر کے سب سے اونچے مکان پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہہ دوں کہ ''لوگو حرص و طمع کی وجہ سے اپنی زندگی کے بہترین اور پسندیدہ ترین دن مال و دولت جمع کرنے میں کیوں بسر کر رہے ہو اور یہ قیمتی وقت اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کیوں نہیں لگاتے جبکہ تم ایک دن یہ ساری دولت ان بچوں کے درمیان چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور ہو''۔ (تاریخ کے اوراق سے)

☆ زندگی میں تین چیزیں نہایت سخت ہیں خوف مرگ، شدت مرض اور ذلت قرض (بوعلی سینا)

Marfat.com

☆ اپنی ضرورتوں کو کم کرو گے تو راحت پاؤ گے (حضرت اویس قرنیؓ)

☆ جب انسان شیر مارنے کی نیت سے جنگل میں جاتا ہے تو اس کو شکار کھیلنا کہتے ہیں لیکن جب شیر انسان کو مارنے کے لئے حملہ کرتا ہے تو اسے درندگی کا نام دیا جاتا ہے۔ جرم وانصاف میں بس یہی فرق ہے (برنارڈ شا)

☆ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ مرنے کے بعد بھی لوگ تمہیں نہ بھولیں تو کچھ ایسی باتیں لکھو جو پڑھی جائیں یا ایسا کام کرو جو لکھے جانے کے قابل ہو (فرینکلن)

☆ میں تو خوش رہتا ہوں کیونکہ کسی سے کچھ نہیں مانگتا (آئن سٹائن)

☆ وقت ہی سب کچھ ہے۔ میں جنگ ہار سکتا ہوں لیکن وقت ضائع نہیں کرتا (نپولین)

☆ لوگ نفرت کے لئے وقت کیسے نکالتے ہیں جبکہ محبت کے لئے بھی زندگی کم ہے (ایمرسن)

☆ زندگی ہر شخص کو عزیز ہے لیکن بہادر انسان کے لئے عزت زندگی سے بھی عزیز ہے۔

☆ بچے کے لئے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے، خواہ بچے کی عمر کتنی ہی کیوں نہ ہو (شیکسپیئر)

☆ وحشی درندے بھی کسی کو تفریح طبع کے لئے ہلاک نہیں کرتے صرف انسان ہی وہ جاندار ہے جو انسانوں کی تکلیف اور موت سے لطف اندوز ہوتا ہے (جے ای فراوڈ)

☆ آنسوؤں کو مسکراہٹ میں بدل دو تو زندگی میں خوشیاں تلاش کرنا آسان ہو جاتا ہے (البیرونی)

☆ حسد ایک پتھر ہے جو تم دشمن پر پھینکتے ہو لیکن یہ راستے سے واپس آ کر تمہارے اپنے سر پر لگتا ہے اور تمہارا دشمن بنتا ہے (امام غزالی)

☆ حضرت امام زین العابدینؓ کا نماز کے وقت رنگ زرد ہو جاتا اور جسم کانپنے

Marfat.com

لگتا، گھر والے کہتے کہ نماز کے وقت آپ کی یہ حالت کیوں ہو جاتی ہے۔آپؓ نے فرمایا جانتے ہو میں کس کے سامنے کھڑا ہونے لگا ہوں۔

☆حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب نماز پڑھتے تو کئی کئی سورتوں کی تلاوت کر جاتے اوراس طرح قیام کرتے کہ لگتا تھا کہ کوئی ستون کھڑا ہے اور جب سجدہ میں جاتے تھے تو اتنی دیر مسجد میں رہتے تھے کی حرم شریف کے کبوتر آ کر پیٹھ پر بیٹھ جاتے (تاریخ کے اوراق سے)

☆خودی کی تکمیل اس عبادت سے کرنی چاہیئے جس میں ظاہر اور باطن دونوں سر بسجود ہوں (بابا فریدالدین)

☆سچائی کی مشعل جہاں دکھائی دے اس سے فائدہ اٹھاؤ یہ نہ دیکھو کہ مشعل بردار کون ہے (حضرت عائشہؓ)

☆اچھا دوست سو بار بھی روٹھ جائے تو اسے مناؤ کیونکہ قیمتی دوستوں کی مالا جتنی بار ٹوٹے اسے ہر بار پرونا پڑتا ہے (خلیل جبران)

☆بُرے اعمال کا اعتراف گویا اچھے کاموں کی ابتداء ہے۔

☆خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ بدعات سے بچو۔ فرمانبردار رہو۔ صبر کو شیوہ بناؤ سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی جانو۔ تکلیف میں نا امید نہ ہو جایا کرو۔ خدا کے ذکر پر جمع ہو جاؤ۔ پراگندہ نہ رہو۔ توبہ سے گناہوں کو دھوڈالا کرو۔ اپنے مولا کے دروازے سے کبھی نہ ہٹو (عبدالقادر جیلانیؒ)

☆عاجزی کا یہ مطلب ہے کہ جب کوئی گھر سے نکلے تو جسے دیکھے اسے خود سے افضل تصور کرے (خواجہ حسن بصریؒ)

Marfat.com

☆ جو شخص تم سے دوسروں کے عیوب بیان کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں سے تمہاری برائی بھی کرتا ہے۔

☆ جو شخص لوگوں سے اپنی تعریف سن کر خوش ہو اور اپنی برائی سن کر ناخوش ہو وہ اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، اس کو اپنی حالت پر رونا چاہیئے (امام عبدالوھاب شغرانی)

☆ جاہل گوبر کے کیکڑے کی طرح ہے جو اپنے کام میں مرجاتا ہے (سلطان باہو)

☆ دنیا میں زاہد رہو اور آخرت کی رغبت رکھو تاکہ نجات حاصل ہو (امام شافعیؒ)

☆ اگر کوئی شخص قرض لے اور دینے کی نیت نہ ہو تو وہ چور ہے۔

☆ زکوٰۃ نعمت مال کا شکر ہے اور نماز روزہ و حج بدن کی نعمتوں کا (امام غزالی)

☆ بزرگی اور خوبی کے چار نشان ہیں علم، خوش کلامی، مہمان نوازی اور دور اندیشی (شیخ عطارؒ)

☆ بدن کی صحت کم کھانے میں ہے۔ روح کی صحت بھوکے رہنے میں اور آبرو کی خاموشی میں ہے (بہاؤالدین زکریا ملتانی)

☆ شفقت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ شے دوسرے کے حوالے کر کے احسان نہ جتائے (جنید بغدادیؒ)

☆ اللہ کے بندوں سے محبت کرنے میں اللہ کی قرابت حاصل ہوتی ہے (مجدد الف ثانیؒ)

☆ ان چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے۔ ماں باپ کا چہرہ، قرآن مجید، عالم دین کی صورت، خانہ کعبہ، اپنے پیر کی صورت۔

☆ جس نے نعمت پائی سخاوت کی بدولت ہی پائی (خواجہ معین الدین چشتیؒ)

☆ جو کام کرو اطمینان اور وقار کے ساتھ کرو۔

☆ اچھی کتاب بہترین دوست ہوتی ہے (علامہ اقبالؒ)

Marfat.com

☆محنت کر تمہاری زندگی شہد کی طرح میٹھی اور پھولوں کی طرح رنگین ہو جائے گی (ماکلیٹ)

☆علم بلا عمل ایسا ہے جیسا کہ جسم بے روح (امام ابو حنیفہؒ)

☆اپنے دل کو حرص دنیا کا صندوق نہ بنا اور پیٹ کو حرام کا برتن نہ بنا (جنیب بن کلیم)

☆عقل مند شخص اپنی محنت پر بھروسہ کرتا ہے اور نادان اپنی خواہش پر (حضرت علیؓ)

☆اتنا بوجھ خلقت میں سے کسی پر نہ رکھو، خواہ کم ہو یا زیادہ (حضرت عثمان غنیؓ)

☆کبھی بھول کر بھی اپنے ماں باپ اور اساتذہ کی شکایت مت کر (بوعلی سینا)

داؤد علیہ السلام، حضرت

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور اسرائیلی نبی حضرت داؤدؑ جن پر اللہ نے دوسری الہامی کتاب زبور نازل فرمائی۔ حضرت داؤدؑ کی آواز نہایت پُر تاثیر تھی۔ اللہ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کریں اور اللہ نے آپؑ کے بیٹے سلیمانؑ کو ایک خاص الارض کا اعزاز دیا ہے۔ آپ کے عہد میں طالوت بنی اسرائیل کا ایک نیک شخص تھا جسے حضرت شمائیلؑ نے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا۔ جب فلسطین کے ایک جابر بادشاہ جالوت نے طالوت پر حملہ کیا تو داؤدؑ طالوت کی جانب سے لڑے اور جالوت کو مار ڈالا۔ طالوت نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے گا وہ میری بیٹی اور ایک تہائی سلطنت کا حق دار ہوگا۔ اس طرح حضرت داؤدؑ طالوت کے داماد اور شریک سلطنت ہوئے۔ لیکن کچھ عرصے بعد طالوت آپؑ سے حسد کرنے لگا اور آپ کے قتل کے درپے ہوا۔ داؤدؑ اپنی بیوی کے ایماء پر شہر سے نکل گئے اور ایک غار میں پناہ لی۔ جس کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا۔ طالوت کی موت کے بعد آپؑ بادشاہ بنے۔

روزہ

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے اس کو عربی میں صوم کہتے ہیں۔اس کے لغوی معنی ہیں: رکنا، خاموش ہونا جبکہ اس کے شرعی معنی ہیں اذان فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے جیسے جائز اور ہر ناجائز کام سے اللہ کی رضا کے لئے رکے رہنا۔ مسلمانوں پر سال میں ایک مرتبہ ماہِ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ابتداء میں مسلمان غروب آفتاب سے اگلے روز غروب آفتاب تک روزہ رکھتے تھے لیکن قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی آیت 187 نازل ہونے کے بعد روزہ کی مدت کم کردی گئی جو آج کل ہے۔قرآن بتاتا ہے کہ مسلمانوں سے پہلے اُمتوں پر بھی روزہ فرض تھا۔ چونکہ روزے کا تعلق صرف خدا اور انسان کے درمیان ہے۔اس لئے خدا نے فرمایا ہے کہ میں ہی اس کا اجر دوں گا۔فوائد: روزے کا اصل مقصد تذکیہ نفس ہے تا کہ مسلمانوں کو اپنے غریب اور نادار بھائیوں کی تکالیف کا احساس ہو۔روزہ قوت برداشت کو بڑھاتا ہے۔صبر کو مضبوط کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس دلاتا ہے۔روزے سے پیدا ہونے والی قوتِ مزاحمت جسم کو بیماریوں سے بچاتی ہے۔اس سے روزہ دار کے نظام ہضم پر بوجھ میں کمی آجاتی ہے۔اور اس کا جسم اندر جمع شدہ فالتو مادوں سے بھی نجات پا لیتا ہے۔روزہ بندوں کو اپنی خواہشات پر قابو پانے کا اہل بناتا ہے اور ان میں تقویٰ اور پرہیزگاری جیسی اوصاف پیدا کرتا ہے۔

Marfat.com

زکوٰۃ

پیارے بچو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں اسلام کے پانچ بنیادی عناصر توحید رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں اس طرح زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ زکوٰۃ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پاکیزگی برکت اور بڑھوتری کے ہیں۔ اس سے مراد مال کا وہ حصہ ہے جو صاحب حیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر نصاب کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ اسلامی ریاست میں زکوٰۃ خیرات کی ایک منظّم شکل ہے۔ نصاب کے مطابق اس کی ضرورت سے زائد مال سال بھر پڑا رہے، اس میں 7.5 تولہ سونا 52.5 تولے چاندی یا اس کے برابر رقم یا دوسرا سامان ہو تو اس کا چالیسواں حصہ 2.5 فیصد اُن لوگوں کو دے جن کا قرآن میں ذکر ہے۔ فوائد: زکوٰۃ دینے والے کا بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کے ساتھ اظہار شفقت کا ایک بھرپور ذریعہ ہے۔ غریب، مفلس اور نادار کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ دل خود غرضی اور ہوسِ دولت کی ناپاکی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اہل ایمان کے دلوں میں فیاضی اور ہمدردی جنم لیتی ہے۔ بہت سی سماجی برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے جو اپنے دل کے لالچ سے بچا لئے گئے وہ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ دولت چند ہاتھوں میں نہیں رہتی بلکہ اس طرح گردش میں رہتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے بلاشبہ جو لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے،

Marfat.com

اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو ہرگز تباہ نہیں ہوگی (سورہ فاطر)

زندگی گزارنے کے سُنہری اصول ارشاداتِ رسول ﷺ کی روشنی میں

☆ بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور جو چیز قریب ہو اس میں سے کھاؤ۔ کھانے کے بعد اس کا شکر ادا کرو جس نے کھلایا اور پھیلایا اور مسلمان بنایا۔ پانی بسم اللہ پڑھ کر بیٹھ کر اور ٹھہر ٹھہر کر پینا چاہیئے اور پانے کے برتن میں سانس نہیں لینی چاہیئے۔

☆ تم میں سے سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں (بخاری)

☆ میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچا دوں (موطا امام مالک)۔

☆ مظلوم کی بددُعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ جس نے راستے سے ایک تکلیف دہ چیز ہٹادی اس کے لئے ایک نیکی لکھی گئی۔ نیک وہ شخص ہے جو قرض خوش اسلوبی سے ادا کرتا ہے۔ جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا (مسلم)

☆ جو شخص اپنے بزرگوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تین دن سے زیادہ کسی سے قطع تعلق رکھنا جائز نہیں۔ چھوٹوں سے اچھا سلوک کیا کروں اور بڑوں کا احترام کرو۔ مومن بندہ نہ زبان سے حملہ کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت بھیجنے والا اور نہ بدگو اور نہ گالی بکنے والا۔

☆ تم اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو (ورنہ) اللہ اس کو اس کی

Marfat.com

مصیبت سے نجات دیدے اور تم کو مبتلا کر دے (ترمذی)۔

☆ تم چھ باتوں کے ضامن ہو جاؤ اور ان کی ذمہ داری لے لو میں تمہارے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں: جب بات کرو تو ہمیشہ سچ بولو۔ جب کسی سے وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ جب کوئی امانت تم کو سپرد کی جائے تو اس کو ٹھیک ادا کرو اور حرام کاری سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ جن چیزوں کی طرف نظر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ان کی طرف آنکھیں بند کرو اور جن موقعوں پر ہاتھ روکنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں ہاتھ روکو (مسند احمد)۔

☆ آدمی کی اسلامیت کے حسن وکمال میں سے یہ بھی ہے کہ جو بات اس کے لئے ضروری اور مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے (موطا امام مالک)

☆ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اسی کوشش میں رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ میں ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔

☆ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور ایمان کا مقام جنت ہے اور بے حیائی و بے شرمی بدکاری میں سے ہے اور بدی دوزخ میں لے جانے والی ہے (مسند احمد)۔

☆ حیاء صرف خیر ہی کو لاتی ہے۔ اسلام قبول کرنا پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ اسی طرح ہجرت اور صبح سے بھی پہلے گناہ زائل ہو جاتے ہیں۔

☆ ہر چیز تقدیر ہے، آدمی کا ناکارہ اور ناقابل اور ہوشیار ہونا یعنی تقدیر ہے۔

☆ اسلام کے خلاصہ کے بارے میں آپ ؐ نے فرمایا: کہو میں اللہ پر ایمان لایا اور

Marfat.com

پھر پوری طرح اور ٹھیک ٹھیک اس پر قائم رہو۔

☆ اللہ کی طرف سے جو تمہاری قسمت میں ہے راضی ہو جاؤ تو سب سے بڑے غنی بن جاؤ گے۔

☆ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں پس ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریا میں ڈال لے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس میں لگ کر آئی ہے (مسلم)

☆ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں سے غرض نہیں رکھتا بلکہ وہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

☆ اگر تم اللہ پر ایسا توکل اور اعتقاد کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق تو ہے تو وہ تمہیں اس طرح روزی دے گا جس طرح کہ پرندوں کو دیتا ہے۔ وہ صبح کو بھوکے اپنے آشیانوں سے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس آتے ہیں (ترمذی)

☆ جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے (طبرانی)

☆ پہلوان اور طاقتور وہ نہیں جو مد مقابل کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان اور شہہ زور در حقیقت وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے (بخاری)

☆ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ کھڑا ہے تو چاہیئے کہ بیٹھ جائے پس اگر بیٹھنے سے بھی غصہ باقی رہے تو لیٹ جائے (ترمذی)

☆ تم حسد کے مرض سے بہت بچو حسد آدمی کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے (ابوداؤد)

☆ جو مسلمان بندہ اچھی طرح وضو کرے پھر اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر پوری

Marfat.com

قلبی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے تو جنت اس کے لئے واجب ہو جائے گی۔ وہ جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور موت کے لئے زیادہ سے زیادہ تیاری کرتا ہے۔ جو لوگ ایسے ہیں وہی دانشور اور ہوشیار ہیں۔ انہوں نے دنیا کی عزت بھی حاصل کر لی اور آخرت کا اعزاز و اکرام بھی (طبرانی)

☆ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے، وہ تجھ کو سچا سمجھتا ہو اور تُو اُس سے جھوٹ کہہ رہا ہو اور جب کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے خفیہ گناہ کی خفیہ توبہ اور اعلانیہ گناہ کی اعلانیہ توبہ۔

سبق آموز حکایات وواقعات

کوئی زمانہ تھا جب نانی، دادیاں بچوں کو کہانیاں سنایا کرتی تھیں۔ یہ کہانیاں اصل میں حکایات ہوا کرتی تھیں۔ ان حکایات یا واقعات میں ایک پیغام ہوتا تھا۔ ایک نصیحت ہوتی تھی۔ ایک سبق ہوتا تھا۔ جیسے بچے بڑی دلچسپی سے سُننے اور سالوں یاد رکھتے اور پھر جب وہ خود اس مقام کو پہنچتے تو بچوں کو سُناتے۔ اس طرح یہ سلسلہ سینہ بہ سینہ چلتا رہتا۔ جب انسان نے خود کو جدید دور کا انسان کہنا شروع کر دیا تو رشتوں اور محبتوں کے درمیان فاصلے بڑھنے لگے اور لوگوں نے اپنے بچوں کو دیگر جدید مشاغل میں مصروف کر دیا۔ بچو! آج اگر ہمارے پاس نانی دادیاں نہیں یا پھر اُن کو کہانیاں نہیں آتیں تو کوئی بات نہیں۔ آپ اپنی یہ ضرورت کتابوں کے مطالعہ سے پوری کر سکتے ہیں۔ آپ کی دلچسپی کے لئے چند حکایات (جنہیں آپ مختصر کہانیاں بھی کہہ سکتے ہو) ترتیب دی جا رہی ہیں۔ ☆ **علم کا تکبر**: کسی شہر میں ایک بہت بڑا عالم رہتا تھا۔ جیسے اپنے

Marfat.com

علم پر بڑا ناز تھا وہ ہر کسی کو اپنے سے کمتر سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ وہ متکبر عالم دریا کے سفر کے لئے ایک کشتی پر سوار ہوا۔ باتوں باتوں میں عالم نے اس ملاح سے پوچھا کیا تم نے نحو پڑھی ہے۔ ملاح بے چارہ تو کشتی میں سواریاں ڈھوتا تھا۔ اسے صرف ونحو سے بھلا کیا کام۔ چنانچہ ملاح نے نفی میں جواب دیا تو مغرور عالم نے کہا: اگر تم نے نحو نہیں پڑھی تو سمجھ تمہاری آدھی عمر ضائع ہوگئی۔ ملاح کو یہ بات سن کر بڑا رنج ہوا۔ مگر وہ خاموش رہا دریا کے سفر کے دوران ملاح نے اس کشتی کو بھنور میں ڈال دیا۔ کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ مسافر پریشان ہوگیا۔ اس وقت ملاح نے مغرور عالم سے پوچھا: کیا تمہیں تیرنا آتا ہے۔ عالم نے تنگ آ کر جواب دیا؛ میں ایک عالم ہوں میرا مشغلہ کتابوں سے ہے۔ مجھے تیرنے سے کیا کام۔ ملاح نے جواب دیا تو سمجھو تمہاری ساری عمر ضائع ہوگئی۔ کشتی بھنور میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہاں جان اس کی بچے کی جو تیرنا جانتا ہے۔ نحو کا علم اس جگہ کارآمد نہیں (مثنوی روم)۔ بچو! اپنی قابلیت اور علم پر اترانا یا تکبر کرنے سے انسان مغرور ہوتا ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان پھر سے جاہل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا آپ خوب پڑھو زیادہ سے زیادہ باخبر ہو جاؤ لیکن ہمیشہ اپنے علم اور معلومات کو دوسروں سے کم جانو اور مزید جاننے کی جستجو میں رہو۔ ☆ جھوٹ: ایک شخص ڈھینگیں مارنے کا عادی تھا اور مجلسوں میں جا کر اپنی جھوٹی شان جتاتا تھا۔ اتفاق سے دنبے کی کھال کا ایک ٹکڑا اس شخص کے ہاتھ لگ گیا۔ اب اس نے کیا کام پکڑا کہ ہر روز اپنی مونچھوں کو دنبے کی چکنائی لگا کر چکنا کر لیتا اور بڑے بڑے لوگوں کی محفلوں میں جاتا اور شیخی بگھارتا کہ فلاں مجلس میں گیا اور فلاں مرغن غذا کھائی

Marfat.com

اور یہ کھایا وہ کھایا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اپنی مونچھوں پر ہاتھ بھی پھیرتا جاتا تاکہ لوگ دیکھیں کہ کھانے کی تری تو اس کی مونچھوں پر لگی ہوئی ہے۔ یہ واقعی لزیداور مرغن غذا کھا کر آیا ہے۔ شیخی باز زبان سے تو مرغن غذاؤں کا ذکر کر دیتا مگر اندر سے خالی پیٹ ہوتا تھا۔ اس کا خالی پیٹ اپنی بے زبانی کی زبان حال سے جواب دیتا خدا جھوٹوں کے مکر کو برباد کرے۔ تری شیخی بازی نے تو مجھے بھوک کی آگ میں جلا رکھا ہے۔ خدا کرے تیری مونچھیں ہی اکھڑ جائیں جن کے بل بوتے پر تو جھوٹ بولتا ہے۔ اگر تُو شیخی باز، جھوٹا نہ ہوتا تو اپنی فاقہ کشی کا حال سچ سچ لوگوں کو بتاتا۔ عین ممکن ہوتا کوئی رحم کھا کر کھانا ہی کھلا دیتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: سچوں کو ان کا سچ ضرور فائدہ دیتا ہے۔ اگر تو اپنا عیب نہیں بتاتا تو خاموش رہ اور ریا اور فریب سے ہلاکت نہ خرید۔ پیٹ اسی طرح فریاد کرتا مگر شیخی باز ایک نہ سُنتا اور اپنی حرکتوں سے باز نہ آتا۔ آخر کار شیخی باز کے پیٹ نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ ایک دن جب شیخی باز گھر سے باہر مجلس میں اپنی لاف زنی میں مشغول تھا۔ گھر میں ایک بلی آئی اور دنبے کی کھال کا ٹکڑا لے بھاگی۔ شیخی خور کا بچہ اس کے پیچھے بھاگا۔ مگر بلی ہاتھ نہ آئی بچے کا باپ کے خوف کے مارے بُرا مال ہو گیا۔ وہ اسی خوف میں باپ کے پیچھے پیچھے اس مجلس میں چلا گیا جہاں وہ لاف زنی کر رہا تھا، اور بھری محفل میں قصہ کہہ سنایا کہ اے باپ: دنبے کی کھال جس سے تو ہر صبح اپنی مونچھیں چکنی کرتا تھا وہ بلی لے کر بھاگ گئی میں اسے پکڑنے کے لئے بہت دوڑا مگر وہ ہاتھ نہ آئی۔ بھرے مجمع میں اپنی شیخی خوری کا بھانڈا پھوٹتا ہوا دیکھا تو بے چارے شیخی خور کا مارے شرم کے بُرا حال ہو گیا۔ سر چھپا کر خاموشی

Marfat.com

اختیار کرلی۔ اہل مجلس پر جب اس کی بات کھلی تو وہ سب ہنس پڑے مگر ساتھ ساتھ اس کی فاقہ زدگی پر رحم بھی آیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس کی دعوت کی اور خوب اچھے اچھے کھانے اسے کھلائے۔ ان لوگوں کی مہربانی سے اس شخص نے سچ کا مزہ چکھ لیا اور ہمیشہ کے لئے سچ کا غلام ہو گیا (مثنوی روم)۔ بچو! صاحب علم کے یہ چھوٹے چھوٹے واقعات ہمارے لئے مشعل راہ میں یہ واقعہ ہمیں دو چیزوں سے بچنے کی تلقین کرتا ہے 1- بناوٹ 2- جھوٹ۔ اسی لئے تو کہتے ہیں جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اور جھوٹے کو ہمیشہ ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

☆**نیکی اور بدی کی تصویر:** ایک مصور کو خیال آیا کہ وہ نیکی کی تصویر بنائے چنانچہ وہ برسوں شہروں اور دیہاتوں میں گھومتا رہا۔ آخر ایک روز اسے نہایت حسین بچہ نظر آیا جس کا رنگ گورا، آنکھیں موٹی اور حیا دار، جسم سڈول اور مضبوط، پیشانی روشن اور فراخ، ہاتھ پاؤں نرم و نازک تھے۔ وہ فرطِ مسرت سے چلا اٹھا۔ ''مل گئی، نیکی کی تصویر مل گئی''۔ چنانچہ اس نے اس بچے کی تصویر اپنے اسٹوڈیو میں لٹکا دی اور نیچے لکھ دیا ''نیکی کی تصویر''۔ ایک عرصے بعد اُسے خیال آیا کہ بدی کی تصویر بھی بنانا چاہیئے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے وہ دنیا میں نکل پڑا۔ بیس برس تک گھومتا رہا۔ لاکھوں بد سے بدتر چہرے دیکھے لیکن اس کی تسلی نہ ہوئی۔ آخر ایک دن اسے ایک ایسا عجیب چہرہ نظر آیا جسے دیکھتے ہی اس کا دل نفرت وحقارت سے بھر گیا۔ اب وہ پھر چلا اٹھا۔ ''مل گئی بدی کی تصویر''۔ یہ تصویر بھی اس کے اسٹوڈیو کی زینت بن گئی۔ لوگ اس کے اسٹوڈیو میں آتے جاتے اور تصویریں دیکھتے۔ ایک دن ایک شخص آیا اور ان دونوں تصویروں کے

سامنے تصویرِ حیرت بن کر کھڑا ہو گیا، پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رونے کی وجہ دریافت کرنے پر اس نے مصور کو بتایا کہ یہ دونوں تصاویر میری ہیں۔ پہلی اس وقت کی جب میں معصوم تھا اور دوسری اس وقت کی جب میں گناہوں میں ڈوب چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ''شر اور خیر کا ذرہ ذرہ تولا جاتا ہے''۔ ☆منافق کی سزا: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک بشیر نامی مسلمان کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا انہیں اپنا فیصلہ کرانے کے لئے کسی ثالث کی ضرورت تھی۔ یہودی جانتا تھا کہ مسلمانوں کے پیغمبر حضورؐ عدل و انصاف سے فیصلہ کریں گے۔ اس لئے وہ آپ نبی کریمؐ سے فیصلہ کرانا چاہتا تھا جبکہ مسلمان چاہتا تھا کہ وہ اپنا جھگڑا لے کر ایک یہودی کعب ابنِ اشرف کے پاس جائے۔ آخر یہودی کے زور دینے پر وہ دنوں نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے دونوں کے بیان سنے اور فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا کیونکہ وہ سچا تھا۔ جب دونوں حضورؐ کے پاس سے ہو کر آئے تو باہر آ کر مسلمان نے کہا کہ یہ فیصلہ ٹھیک نہیں چلو حضرت عمرؓ کے پاس چلیں۔ چنانچہ دونوں حضرت عمرؓ کی پاس آئے۔ یہودی نے جاتے ہی حضرت عمرؓ سے کہا ہم دونوں آپ کی نبی کریمؐ کے پاس گئے تھے اور انہوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا لیکن یہ شخص اس فیصلے کو نہیں مانتا۔ اب حضرت عمرؓ نے بشیر سے پوچھا کہ کیا یہ شخص صحیح کہتا ہے بشیر نے کہا کہ ہاں یہ درست ہے کہ ہم رسولؐ کے پاس گئے تھے مگر میں آپ کے فیصلے کو ان کے فیصلے پر ترجیح دیتا ہوں۔ یعنی آپ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ہمارا فیصلہ ٹھیک کر

Marfat.com

دیں گے۔ اس مسلمان کو خوش فہمی تھی کہ شاید حضرت عمرؓ کی خوشامد کر کے ان سے اپنے حق میں فیصلہ کرا لے گا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا ذرا ہٹو میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق مسلمان کی گردن اڑا دی اور فرمایا: ''جو شخص مسلمان ہو کر اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے فیصلہ کو نہ مانے اس کا انجام یہی ہے''۔ اس واقعے کے بعد بشیر کے حامیوں نے بہت شور وغل مچایا مگر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی تائید فرمائی اور اس دن آپ رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق ہوا۔ **مسافر کی دُعا:** بنی اسرائیل میں ایک آوارہ آدمی تھا جو بُرائی سے باز نہ آتا۔ اہل شہر اس سے تنگ آ گئے، اس کو برائی سے ہٹانے میں ناکام ہو گئے، چنانچہ سب نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل میں ایک آوارہ جوان ہے، اسے شہر سے باہر نکال دو تا کہ اس کی وجہ سے شہر پر عذاب نہ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے اسے باہر نکال دیا۔ یہ جوان ساتھ والی ایک بستی میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اسے اس بستی سے بھی نکال دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے یہاں سے بھی نکال دیا۔ وہ ایک ویرانے میں چلا گیا، جہاں نہ کوئی جاندار تھا، نہ سبز پودا، نہ جنگل جانور اور نہ پرندے تھے۔ اس ویرانے میں وہ بیمار ہو گیا، اس کے پاس کوئی مددگار نہیں تھا، وہ مٹی پر گر پڑا اور اپنا سر مٹی پر رکھ لیا اور کہا: کاش! میری ماں میرے پاس ہوتی، وہ مجھ پر رحم کھاتی، میری اس ذلت پر روتی۔

کاش! میرا باپ یہاں ہوتا، میری مدد کرتا، تعاون کرتا۔

Marfat.com

کاش! میری بیوی یہاں ہوتی، تو میرے فراق پر روتی۔

کاش! میری اولاد میرے پاس یہاں ہوتی، تو میرے جنازے پر روتی اور کہتی، اے اللہ! ہمارے مسافر باپ کو معاف فرمادے جو کمزور، نافران اور آوارہ ہے اور شہر سے بستی میں نکال دیا گیا ہے، پھر بستی میں سے ویرانے کو اور آج ویرانے سے یعنی دنیا سے نکل کر آخرت کی طرف ہر چیز سے مایوس ہو کر جا رہا ہے۔ اے اللہ! تو نے مجھے اپنے باپ، اولاد اور بیوی سے دور کر دیا۔ اب مجھے اپنی رحمت سے دور نہ کر۔ ان کے فراق میں تو نے میرا دل جلایا، اب مجھے میری نافرمانی کے باعث دوزخ میں نہ جلا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ماں کی شکل پر ایک حور بھیج دی، ایک حور اکو اس کی بیوی شکل پر بھیج دیا اور جنت کے بچے اس کی اولاد کی شکل میں بھیج دیئے اور ایک فرشتہ اس کے باپ کی شکل میں بھیج دیا، وہ اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس پر روئے۔ اُس نے کہا: "یہ میرا باپ اور ماں ہے اور یہ میری بیوی اور اولاد ہے، میرے پاس آتے ہیں"۔ اس کا دل خوش ہو گیا اور اللہ تعالیٰ سے جا ملا۔ اب وہ گناہوں سے پاک ہو چکا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ فلاں ویرانے میں فلاں جگہ جاؤ، وہاں میرا ایک ولی (دوست) فوت ہو گیا ہے، اس کے کفن دفن کا سلسلہ کرو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس جگہ تشریف لائے، تو اس جوان کو دیکھا جس کو پہلے شہر اور پھر بستی اور پھر بستی سے ویرانے کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکالا تھا۔ دیکھا تو اس کے گرد حوریں بیٹھی ہوئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے باری تعالیٰ! یہ تو وہی جوان ہے جس کو میں نے تیرے حکم سے

شہر اور پھر بستی سے نکال باہر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میں نے اس پر رحم کیا اور اس کے گناہ معاف کر دیئے، اس لئے کہ اس جگہ وہ اپنے وطن، والدین، اولاد اور بیوی سے فراق کی حالت میں رویا، میں نے اس کی ماں کی شکل میں حور بھیج دی، ایک فرشتہ اس کے باپ کی شکل میں بھیج دیا اور ایک حور اس کی بیوی کی شکل پر بھیج دی۔ انہوں نے مسافرانہ حالت میں اس کی پریشان حالی پر رحم مانگا۔ اس لئے کہ جب ایک غریب الدیار (مسافر) مرتا ہے، تو آسمان اور زمین والے بھی اس پر رحم کرتے ہوئے روتے ہیں، اب میں اس پر رحم کیوں نہ کروں اور میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔ ☆ **انصاف اور بادشاہ:** کسی بادشاہ نے دیکھا کہ سلطان محمود غزنوی کے جسم کی ہڈیاں اور گوشت تو سب گھل گھلا کر مٹی ہو چکا ہے۔ مگر آنکھیں زندہ آدمیوں کی طرح ابھی تک دیکھ رہی ہیں۔ بادشاہ نے یہ انوکھا خواب دربار کے داناؤں اور مشہور عالموں کو سنایا تو سب لوگ اس کی تعبیر سے عاجز آ گئے۔ ایک سمجھ دار شخص نے کہا: ''قبلہ عالم قدرت نے محمود کی آنکھیں اس لئے بچا رکھی ہیں کہ وہ اپنا ملک و مال دوسروں کے قبضے میں دیکھتی رہیں''۔ اس دنیا میں لاکھوں خاندان آئے جنہوں نے حکمرانی کی مگر مٹی نے ان کو کھا کر مٹی بنا دیا مگر ان لوگوں کے صرف نام زندہ ہیں جنہوں نے انصاف کیا۔ رعایا کا خیال رکھا۔ (حکایات شیخ سعدی) ☆ **کسی کا دل نہ توڑو:** خلیفہ وقت خلیفہ مامون الرشید اپنے مصاحبین کے ہمرکاب جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے جا رہے تھے کہ دفعتاً ایک اجنبی شخص نے آگے بڑھ کر خلیفہ کا راستہ روکا۔ مسلح محافظ چوکنے ہوئے مگر خلیفہ نے کہ ''اس شخص کو

Marfat.com

ہمارے قریب آنے دو"۔ چنانچہ وہ شخص تیز قدموں کے ساتھ خلیفہ کے قریب پہنچا اور عرض کی "خدا آپ کا اقبال بلند رکھے۔ اللہ نے آپ کو دنیا کی ہر نعمت سے نواز رکھا ہے مگر میں آپ کے لئے ایسا تحفہ لایا ہوں کہ آپ نے اس سے پہلے کبھی نوش جان نہ کیا ہوگا"۔ خلیفہ نے کہا "لاؤ تو وہ کون سا تحفہ ہے تا کہ ہم اس سے لطف اندوز ہوں"۔ اجنبی شخص نے اپنی کمر سے پانی سے بھری ایک مشک اتاری اور خلیفہ کی خدمت میں پیش کی۔ خلیفہ نے پوچھا "اس مشک میں کیسا پانی ہے"؟ اجنبی نے کہا "یہ ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہے کہ اس ذائقہ کا پانی آپ نے کبھی نہیں پیا ہوگا۔ مجھے یہ پانی ایک قدرتی چشمے سے ملا تو میں یہ مشک بھر کر آپ کے لئے تحفہ لایا ہوں تا کہ آپ اسے پی کر خوش ہوں"۔ خلیفہ نے دو گھونٹ پانی چکھا تو وہ سخت بدبودار اور کڑوا تھا مگر خلیفہ نے کہا "واقعی تم سچ کہتے ہو۔ ایسا پانی ہم نے آج تک نہیں پیا۔ اچھا یوں کرو کہ یہ تمام پانی ہمارے برتن میں ڈال دو اور خزانچی کے پاس جا کر اپنی مشک اشرفیوں سے بھرا لو۔ اور فوراً سیدھے یہاں سے اپنی گھر لوٹ جاؤ راستے میں کہیں نہ رکنا اور نہ ادھر ادھر جانا یہ ہمارا حکم ہے۔
جب وہ شخص خوشی مسرت کے ساتھ چلا گیا تو خلیفہ کے مصاحبوں نے پانی چکھ کر خلیفہ سے پوچھا "جب پانی اتنا سخت کڑوا اور بدبودار تھا تو آپ نے اسے صحیح صحیح بتا کیوں نہ دیا؟ اسے انعام سے کیوں نوازا؟ اور اسے سیدا گھر جانے کو کیوں کہا؟ خلیفہ نے جواب دیا "وہ شخص اتنی دور سے بڑے شوق کے ساتھ کسی چشمے سے میرے لئے پانی بھر کر لایا تھا۔ مجھے شرم آئی کہ میں اسے کڑوا اور بدمزہ کہوں۔ اس سے اس غریب کی دل شکنی ہوتی۔ میں نے اسے انعام اس لئے دیا

Marfat.com

کہ وہ بچارہ انعام ہی کے لالچ میں تو اتنی دور سے پانی بھر کر لایا تھا۔ تاہم میں نے اسے سیدھا گھر لوٹ جانے کو اس لئے کہا کہ وہ اگر بغداد جا کر دریائے دجلہ کا پانی لیتا تو اپنے دل میں شرمندہ ہوتا''۔ بچو! بدگمانی بہت بُری چیز ہے۔ آپ ہمیشہ دوسروں کے بارے میں اچھا گمان رکھو اور حوصلہ افزائی کرو یقیناً کسی کا دل رکھنا اور گمان بڑھانا سب سے بڑی نیکی ہے۔ ☆**اللہ سے محبت**: ایک کنجوس منافق آدمی نے اپنی بیوی کو قسم دی کہ اگر اس نے خیرات دی تو اسے طلاق دے دوں گا، اس کے دروازے پر ایک سائل آیا اور کہا؛ اے گھر والو! اللہ کے نام پر مجھے کچھ دو۔ بخیل کی بیوی نے اسے تین روٹیاں دیں۔ اچانک منافق (بخیل) کا اس سے سامنا ہو گیا۔ اس نے پوچھا: یہ روٹیاں تجھے کس نے دیں؟ اس نے بتایا کہ فلاں گھر سے ملی ہیں۔ یہ اسی بخیل کا گھر تھا۔ وہ منافق گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا؟ کیا میں نے تجھے قسم نہیں دی تھی کہ اگر تو نے خیرات کی تو تجھے طلاق دے دوں گا۔ عورت نے کہا: میں نے اللہ کے نام پر دی ہیں۔ منافق نے ہٹ کر تنور گرم کیا۔ جب گرم ہو گیا تو کہنے لگا: اس تنور میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ڈال دو۔ عورت اٹھی اور زیورات پہنے، منافق نے کہا: زیورات اتار دو۔ عورت نے جواب دیا: دوست، دوست کے لئے زینت کرتا ہے اور اب میں اپنے حبیب سے ملاقات کر رہی ہوں۔ اس کے بعد اس نے اپنے آپ کو تنور میں ڈال دیا۔ منافق نے اوپر سے ڈھک دیا اور چلا گیا۔ تین دن کے بعد منافق آیا اور تنور کا دہانہ کھولا تو دیکھا کہ عورت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے صحیح سلامت ہے۔ اس آدمی کو اس پر حیرت ہوئی۔ ایک غیبی آواز آئی! کیا تم نہیں جانتے کہ آگ

Marfat.com

ہمارے دوستوں کو نہیں جلاتی؟۔☆**غیبت اور عیب جوئی:** حضرت حسن بصریؒ کے دور میں ایک ایسا عیب گو گزرا ہے جو ہر لمحہ اور ہر لحظہ دوسروں کی غیبت اور عیب جوئی میں مصروف رہتا۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ اپنے فن میں ماہر ہو چکا تھا۔ ایک وقت آیا کہ اس نے وقت کے ولی حضرت حسن بصریؒ کو بھی نہ چھوڑا اور ان کی غیبت سے اپنے دامن کو آلودہ کرلیا۔ لوگوں نے سنا تو اسے ٹوکہ مگر وہ کب رکنے والا تھا۔ کچھ مریدین نے حضرت حسن بصریؒ کو اس کے بارے میں بتایا کہ وہ آپؒ کے متعلق ایسی ایسی باتیں بناتا پھر رہا ہے۔ خدا کے ولی کے ہر کام کا اپنا جدا انداز اور منفرد طریقہ ہوتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے سنا تو فوراً ایک مرید کو آواز دی۔ مرید حاضر خدمت ہوا اور عرض کی ''فرمائیے جناب! کیا حکم ہے''؟ حضرت حسن بصریؒ نے کہا ''یہ لو پیسے انہیں جیب میں ڈالو اور ابھی اسی وقت بازار جاؤ۔ وہاں سے تازہ و اعلیٰ چھوہاروں کا ایک ٹوکرا خرید لاؤ''۔ مرید دوڑا ہوا گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد چھوہاروں کا ٹوکرا لا حاضر کیا۔ حضرت حسن بصریؒ نے ان چھوہاروں کو ایک طباق میں سجایا اور ایک مرید خاص کو کہا ''اس طباق کو اس شخص کے پاس لے جاؤ کہ جو ہماری غیبت کرتا پھرتا ہے۔ اسے یہ پیش کرو اور ہماری طرف سے کہو کہ یہ تحفہ حسن بصریؒ نے آپ کے لئے بھیجا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کا از حد شکر گزار اور ممنوں ہوں کہ آپ نے میری غیبت کر کے اپنی نیکیوں کو میرے دفتر اعمال میں منتقل کر دیا ہے۔ میں آپ کی یہ عنایت ساری عمر نہیں بھولوں گا۔ اگر چہ میں آپ کے اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتا تاہم یہ حقیر سا تحفہ قبول فرمائیے''۔ مرید خاص نے حضرت حسن بصریؒ کے حکم کی تعمیل

میں آپؒ کا پیغام اور چھوہاروں سے بھرا طباق غیبت گو تک پہنچایا تو وہ حضرت بصریؒ کے اس قول و فعل سے از حد متاثر ہوا۔ وہ اپنے کیئے پر شرمندہ اور نادم ہوا۔ اس نے حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی طلب کی اور غیبت سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔ ننھے ساتھیوں! غیبت کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔ اس کے بارے میں فرمان الٰہی میں بہت سخت الفاظ ہیں۔ جس کا مفہوم ہے کہ کسی کی غیبت کرنا ایسا ہے کہ جیسے وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ ☆**ظلم کا دُکھ:** کسریٰ نے اپنے بچے کو ادب سکھانے کے لئے ایک استاد رکھا۔ جب بچہ خوب علم و ادب والا ہو گیا۔ تو ایک روز استاد نے بچے کو بلایا اور اسے بغیر جرم اور بغیر کسی سبب کے خوب مارا۔ بچے نے استاد کے خلاف دِل میں غصہ چھپائے رکھا۔ جب اس کا باپ فوت ہوا اور اس نے استاد کو بلایا اور پوچھا: تم نے مجھے فلاں دن اس اس طرح بغیر کسی جُرم و سبب کے اس قدر سخت کیوں مارا؟ استاد نے کہا: اے بادشاہ! تو بہت ہی کمال و فضیلت والا بن چکا ہے اور میں نے سمجھ لیا کہ تو اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہو گا، اس سے میرا ارادہ ہوا کہ تمہیں مارنے کا مزہ اور ظلم کا دُکھ چکھاؤں تا کہ تو اس کے بعد کسی پر ظلم نہ کرے۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ پھر اسے انعام دے کر رخصت کیا۔ ☆**طوفان نوحؑ:** ایک بڑھیا نے جب یہ دیکھا کہ رب رحیم و کریم کے پیارے پیغمبر لکڑی کے ٹکڑوں کو لوہے کی مضبوط میخوں سے جوڑ رہے ہیں تو اس نے پوچھا "اے اللہ کے پاک پیغمبر! آپ لکڑیوں کو جوڑ کر کیا بنا رہے ہیں"؟ خدا کے پیارے نبی نے بتایا "اے بڑھیا! میں ایک کشتی تیار کر رہا ہوں"۔ لوگوں کی

Marfat.com

نافرمانی کی وجہ سے پانی کے ایک بہت بڑے طوفان کی شکل میں خدا کا عذاب عنقریب نازل ہونے والا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ کشتی اس لئے تیار کر رہا ہوں کہ تاکہ رب رحمٰن ورحیم کو ماننے والے اوراس کے احکامات پر عمل کرنے والے مومن اس کشتی میں سوار ہو کر عذاب الٰہی سے بچ جائیں جبکہ سرکش کافر نیست ونابود ہو جائیں"۔ بڑھیا نے رب ذوالجلال کے پیارے نبی سے دست بستہ عرض کی "اے اللہ کے پیغمبر! جب کشتی تیار ہو جائے تو مجھے فوری طور پر بلوا لینا تاکہ میں بھی اس کشتی میں سوار ہو کر رب تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکوں"۔ اللہ کے نبی نے فرمایا "کیوں نہیں۔ جیسے ہی کشتی تیار ہو گی میں جہاں اپنے اور ساتھیوں کو کشتی میں سوار کروں گا وہاں تجھے بھی بلوا لوں گا"۔ اللہ کے پاک پیغمبر نے کچھ ہی عرصہ میں کشتی تیار کر لی اور اپنے تمام ساتھیوں کو اس میں سوار بھی کر لیا۔ اتفاق سے بڑھیا ایک ایسی جھونپڑی میں رہتی تھی جو شہر سے باہر کچھ فاصلے پر تھی۔ مصروفیت کے اس عالم میں خدا کے نبی کو بڑھیا سے کیا ہوا وعدہ بھول گیا اور یوں بڑھیا کو بلا کر اپنی کشتی میں سوار نہ کر سکے۔ طوفان بلا خیز وقت مقررہ پر آیا اور سب کچھ تباہ و برباد کر گیا۔ بالآخر پانی کا زور ٹوٹا اور زمین خشک ہوئی تو اللہ کے نبی کے پاس وہی بڑھیا پھر حاضر ہوئی اور پوچھنے لگی "اے پاک پیغمبر! آپ نے کہا تھا کہ طوفان آئے گا اور آپ مجھے کشتی میں سواری کا موقع دیں گے۔ میں ایک عرصہ سے روزانہ انتظار کرتی ہوں کہ آپ کا بلاوا کب آتا ہے۔ آخر بتایئے تو سہی کہ وہ طوفان کب آئے گا"؟۔ خدا کے نیک نبی نے فرمایا "بڑی بی! طوفان تو کب کا آ چکا۔ سب کافر ہلاک بھی ہو چکے اور اس کشتی

Marfat.com

کے ذریعے خدا کو ماننے والے تمام لوگ حفظ و امان میں رہے۔ البتہ میں تمہیں بلانا بھول گیا لیکن تعجب ہے کہ تم کشتی میں سوار ہوئے بغیر زندہ کیسے بچ گئیں!!''

بڑھیا مسکرائی اور کہنے لگی ''اے اللہ کے نبی نوح علیہ السلام! اچھا یہ بات ہے تو پھر اسی رب غفور الرحیم جس نے آپ کے ساتھیوں کو کشتی کے ذریعے بچالیا مجھے بھی میری ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی ہی کے ذریعے بچالیا۔ جب میں رب قدیر کو لمحہ لمحہ یاد رکھتی ہوں تو وہ مجھے کیسے بھول سکتا ہے!!''۔ ☆صبر: حضرت زکریاؑ یہودیوں سے بچتے ہوئے فرار ہو گئے، وہ ان کے پیچھے لگ گئے۔ جب وہ قریب ہوئے تو حضرت زکریاؑ نے ایک درخت کو دیکھا اور کہا: اے درخت مجھے اپنے اندر داخل کر لے اب درخت پھٹا اور وہ اس میں داخل ہو گئے اور وہ اوپر سے مل گیا، ابلیس نے لوگوں کو بتا دیا۔ اور کہا کہ آرا لاؤ اور اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دو تا کہ یہ مر جائے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے درخت سے پناہ چاہی اور اللہ تعالیٰ سے پناہ نہیں چاہی۔ آخر نتیجے میں ہلاکت ہوئی۔ آرے سے لوگوں نے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا۔ آخر کار جب آرا ان کے دماغ تک پہنچا، تو وہ چلا اٹھے۔ ان سے کہا اے زکریا! اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ تم آفت پر صبر کیوں نہیں کرتے؟ تم آہ کہتے ہو؛ اگر تم نے دوبارہ آہ کی تو تمہارا نام انبیاء کرام کی فہرست سے کاٹ دوں گا۔ حضرت زکریاؑ نے اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے دبا لیا اور صبر کیا۔ آخر لوگوں نے چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے۔ بچو! بلاشبہ سب سے زیادہ آفات اور آزمائش انبیاء اور اولیاء پر ہی آتی ہیں لیکن عقلمند آدمی کو چاہیئے کہ وہ آفت پر صبر کرے اور شکایت نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طلب گار

Marfat.com

رہے۔تو وہ دنیا و آخرت میں عذاب سے بچ جائے گا۔

شیطان

شیطان کے لغوی معنی سرکش اور مفرور، جن، جانور، مخالفت کرنا، دور ہونا، اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان کی فطرت بنی نوع انسان سے دور اور ان کی شدید مخالفت ہے۔اس کے لئے دوسرا لفظ ابلیس استعمال کیا جاتا ہے۔جس کے معنی ناامید ہونے کے ہیں۔چونکہ ابلیس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی امید نہیں یعنی اس لیے ابلیس کہلایا۔شیطان یا ابلیس انسان کے ازلی دشمن ہے۔اس نے سب سے پہلے اپنی سرکشی اور گمراہی کا آغاز آدم وحوا کو بہکا کر کیا۔جس نافرمانی کی وجہ سے انہیں جنت سے نکلنا پڑا۔پھر شیطان نے عہد کیا کہ وہ آدمؑ کی نسل کو گمراہ کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اکساتا رہے گا۔یہی وجہ ہے وہ شب و روز انسانوں کو برائیوں کی طرف دعوت دیتا ہے اور نیک کاموں سے روکتا رہتا ہے تاکہ وہ جہنم کی آگ میں جلتے رہیں۔اس لیے مسلمانوں کو اللہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیئے۔ قرآن میں شیطان کا ذکر جگہ جگہ آیا ہے۔

صحابہ کرامؓ

صحابیؓ کی جمع صحابہؓ ہے۔صحابیؓ سے مراد دوست یا ساتھی ہے۔اسلام میں صحابیؓ اُن لوگوں کو کہا جاتا ہے جنہوں نے اسلام قبول کرنے کی حالت میں حضورؐ کی زیارت کی۔صحابہ کرامؓ کی دو بڑی قسمیں مہاجرین اور انصار ہیں۔سب

سے آخری صحابیؓ عامر بن واصل کنعانی تھے جن کا 100ھ میں انتقال ہوا۔ گویا حضورؐ کے وصال کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ صحابہؓ نے حضورؐ کے اقوال کو خود سُنا اور اپنی آنکھوں سے افعال کا مطالعہ کیا۔ اس لئے اکثر احادیث انہی سے مروی ہیں اور وہ دین کا سرچشمہ ہیں۔ صحابہؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ؓ) لکھتے ہیں۔ یعنی خُدا ان سے راضی ہو۔

صحاح ستہ

حدیث کی وہ چھ مشہور کتابیں ہیں جو سب سے زیادہ مستند سمجھی جاتی ہیں۔ اِن کی ترتیب یوں ہے: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ابنِ ماجہ، جامع ترمذی اور سنن نسائی۔ یہ سب کتابیں تیسری صدی ہجری میں مکمل ہوئیں۔ صحیح بخاری میں 7275 حدیثیں ہیں اور اسے محمد بن اسماعیل المقلب بہ امام بخاری نے ترتیب فرمایا۔ صحیح مسلم میں 6500 حدیثیں ہیں اور اسے مسلم بن حجاج قیشری نے ترتیب دیا۔ سنن ابی داؤد میں 4800 حدیثیں ہیں اور اسے ابو داؤد سلیمان بن الاشعت الجستانی نے ترتیب دیا۔ سنن ابن ماجہ میں 4000 احادیث ہیں اور اسے ابنِ ماجہ الربعی نے تالیف کیا اس طرح جامع ترمذی ابوعیسیٰ الترمذی نے اور سنن نسائی ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی کی ترتیب و تالیف ہیں۔

علامہ محمد اقبالؒ (1877-1937)

بچو! پاکستان کا نام سامنے آتے ہی ہمارے ذہن میں دو نام ابھرتے ہیں۔ محمد علی جناحؒ اور علامہ اقبالؒ۔ قائدِاعظم نے اس مقصدِ عظیم کو پایۂ تکمیل تک

پہنچایا، علامہ اقبال نے اس کا خواب دیکھا۔ اقبال 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ شہر میں پیدا ہوئے۔ جو پنجاب میں دریائے چناب کے قریب واقع ہے۔ اُن کے آباؤ اجداد کشمیری برہمن تھے۔ دو صدی سے کچھ زیادہ عرصہ پہلے وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے سنِ بلوغت تک پہنچنے پر دینی اور دینوی علوم حاصل کر لیے تھے۔ ان کے استاد سید میر حسن نے اقبال کو عربی، فارسی اور اردو ادبیات، علم وحکمت اور تصوف وغیرہ کی تعلیم دے کر علوم قدیمہ اور اسلامیہ کے لئے ان کے دل میں بے پناہ تشنگی پیدا کر دی تھی۔ اقبال کی اپنی طبیعت کی ساری ظرافت اور قناعت پسندی کے سبب سید میر حسن کے مزاج کا عکس تھیں۔ اقبال ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ جہاں تک اقبال کے آباؤ اجداد کا تعلق ہے تو وہ برہمن تھے۔ اقبال کے دادا محمد رفیق شروع شروع میں سیالکوٹ کے محلے کھٹکاں میں رہائش پذیر رہے اور یہیں اقبال کے والد شیخ نور محمد اور چچا شیخ غلام محمد پیدا ہوئے۔ 1861ء میں محلّہ کشمیر مسجد دروازہ کے قریب ایک مکان خرید کر رہنے لگے جو بعد میں اقبال منزل بنا۔ اسی مکان کی ایک تنگ وتاریک کوٹھڑی میں اقبال پیدا ہوئے۔ اقبال کے دادا شیخ محمد رفیق کے دو بیٹے تھے۔ شیخ نور محمد اور شیخ غلام محمد۔ شیخ نور محمد کی شادی امام بی بی نامی خاتون سے ہوئی اور ان سے تین بیٹیاں اور تین بیٹے پیدا ہوئے۔ بڑے بیٹے کا نام شیخ عطا محمد اور چھوٹے کا نام محمد اقبال رکھا گیا۔ جبکہ منجھلا بیٹا پیدائش ہی کے وقت فوت ہو گیا۔ چھوٹے بیٹے آگے چل کر ڈاکٹر علامہ اقبال اور حکیم الامت اور شاعر مشرق سے ممتاز ہوئے۔ اقبال نے میٹرک کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن لے کر کامیابی حاصل کی اور تمغہ اور وظیفہ

بھی پائے۔ میٹرک کے بعد ایف اے کی تعلیم بھی سکاچ مشن میں جاری رکھی اور اس دوران وہ سیالکوٹ کے مشاعروں میں شریک ہونے لگے۔ 1895ء میں اقبال نے اسکاچ مشن سے ایف اے 1897ء میں بی اے اور پھر 1899 میں ایم اے فلسفہ کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ اقبال کے اساتذہ میں مولانا میر حسن کے بعد ڈاکٹر آرنلڈ کا نام لیا جاتا ہے۔ لاہور میں ان کی تعلیم کا مخصوص موضوع فلسفہ تھا۔ اس کالج سے فارغ التحصیل ہونے پر 1905ء میں اقبال اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ چلے گئے۔ جہاں ٹرینی کالج کیمرج یونیورسٹی سے فلسفے اور اخلاق کی ڈگری لی۔ بعدازاں جرمنی گئے اور مقالہ ایران اور مابعد الطبیعات لکھ کر میونخ یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری لی۔ انہیں دنوں بیرسٹر بھی ہو گئے اور عارضی طور پر پروفیسر عربی کی حیثیت سے لندن یونیورسٹی میں ڈاکٹر آرنلڈ کی قائم مقامی کی۔ 1908ء میں وطن واپس آئے اور وکالت شروع کر دی۔ جس کا سلسلہ 1934ء تک جاری رہا۔ 1922 میں حکومت برطانیہ نے ادبی خدمات کے صلے میں سر کا خطاب دیا۔ 1926ء میں صوبہ پنجاب کی مجلس قانون ساز کے رُکن منتخب ہوئے۔ 1928ء میں مدارس یونیورسٹی کی دعوت پر جنوبی ہند تشریف لے گئے اور اسلامی افکار کی جدید تشکیل پر اہم لیکچر دیئے۔ علامہ اقبال نے 1930ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے الہٰ آباد کے اجلاس میں وہ تاریخی خطبہ پڑھا جس میں ہندوستان کی مشکلات کا حل پاکستان کی صورت میں پیش کیا گیا تھا۔ 1931ء میں گول میز کانفرنس لندن میں شرکت کی اور واپسی پر ہسپانیہ ترکی اور فلسطین وغیرہ کی سیر کی۔ علامہ اقبال آخری ایام میں گلے کی تکلیف میں

Marfat.com

مبتلا ہو گئے جو مرض الموت ثابت ہوئی۔ 21 اپریل 1938ء کو لاہور میں رحلت کی اور شاہی مسجد کے جنوبی جانب سپرد خاک کئے گئے۔ قوم نے آپ کو ترجمانِ حقیقت اور حکیم الامت کا خطاب دیا۔

علم و عمل

کسی بات کو صحیح طور پر معلوم کر لینے کو علم حاصل کرنا اور کسی کام کے کرنے کو عمل کرنا کہتے ہیں۔ علم صرف اس واسطے حاصل کیا جاتا ہے کہ انسان نیک و بد میں تمیز کر کے نیک عمل کرے اور برائیوں سے بچے۔ قرآن کریم میں اچھے کام کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ مگر جب تک علم نہ ہو۔ اچھے اور بُرے میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ اس لئے علم کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اُنہیں فرض کہتے ہیں۔ فرض کو صحیح طور بجا لانے والے مسلمان کہلاتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کے احکام سے انکار کرنے والوں کو کافر کہا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں خداوند تعالیٰ کے فرمانبرداروں کو مسلمان اور نافرمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ پس اپنے مالک کا فرمانبردار بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اُس کے تمام احکام کا علم حاصل کیا جائے، اسی لئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔ علم پڑھنے، لکھنے یا سننے اور یاد رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر علم حاصل کر کے اُن باتوں پر عمل کیا جائے تو ہر بات آسانی سے یاد ہو جاتی ہے۔ پُرانے زمانے کے بزرگ اگرچہ کم لکھے پڑھے ہوتے تھے مگر اس زمانہ کے عالموں سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ کسی بات کو معلوم

Marfat.com

کرنے کے بعد فوراً ہی اُس پر عمل شروع کر دیتے تھے۔ یاد رکھو کہ بغیر عمل کے علم کوئی فائدہ نہیں دیتا اور بغیر علم کے بعض اوقات عمل گمراہی کا باعث ہو جاتا ہے۔

یہ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے۔ موت کے وقت عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور امتحان کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن اس امتحان کا نتیجہ سنایا جائے گا۔ جن لوگوں نے دُنیا میں نیک عمل کئے ہوں گے وہ آئندہ ہمیشہ کے لئے بہشت کے باغوں میں رہیں گے۔ لیکن جنہوں نے اس دنیا میں بُرے عمل کئے ہوں گے اُن کو آخرت میں دوزخ کے عذاب جھیلنے پڑیں گے۔ مرنے کے دن سے لے کر قیامت کے دن تک کے زمانہ کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ جس طرح محنتی ہوشیار لڑکے امتحان میں سوالات کا صحیح جواب دے کر آنے کے بعد نتیجہ کے دن تک اس امید سے کہ وہ کامیاب ہو جانے والے ہیں، خوش رہتے ہیں اور امتحان میں غلط جواب دے کر آنے والے لڑکوں کو ہر وقت فیل ہو جانے کا خوف لگا رہتا ہے۔ اسی طرح عالم برزخ میں نیک اور خدا کے فرمانبردار لوگ خوش وخرم رہتے ہیں اور بُرے اعمال کرنے والوں کو اُن کے تمام اعمال ڈراؤنی شکل میں نظر آتے ہیں۔ پس وہ عالمِ برزخ میں بھی امن سے نہیں رہ سکتے۔ پس موت کے بعد ہمیشہ کی زندگی آنے والی ہے، اُس کے لئے ابھی سے تیاری کر لو۔ تا کہ اُس امتحان میں کامیابی حاصل کر سکو۔

عیسیٰ علیہ السلام، حضرت

اللہ کے رسول مسیحی مذہب کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی طرف سے بغیر باپ کے ایک معجزے کے طور پر حضرت مریمؑ کے بطن سے پیدا

Marfat.com

ہوئے۔ واقعہ کے مطابق حضرت مریمؑ اپنی جائے عبادت میں بیٹھی تھیں کہ ایک فرشتہ انسانی صورت میں ان کے سامنے ظاہر ہوا۔ اسے دیکھ کر مریمؑ بولیں! میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں، تو ڈرانے والا ہے۔ فرشے نے کہا: یقیناً میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ تجھے اُس کے حکم کے مطابق ایک لڑکا عطا کروں۔ مریم نے کہا: میرے لئے لڑکا کیونکر ہوگا جبکہ مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتے نے کہا: یہ تیرے رب نے کہا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے آسان ہے۔ یہ اس لئے ہوگا تا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں گے اور یہ امر طے شدہ ہے (سورہ مریم)۔ پیدائش کے بعد آپؑ سے کئی ایک معجزات کا ظہور ہوا جس طرح گھوارے میں باتیں کرنا وغیرہ۔ لوگوں کی باتوں اور طعنوں کے ڈر سے حضرت مریمؑ آپ کو لے کر گلیل کے ایک قبیلے نزارت چلی گئیں اور وہیں آپ نے پرورش پائی۔ تین سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر انجیل نازل کی جیسے آج کل عیسائی عہد نامہ جدید کہتے ہیں۔ تا کہ آپؑ یہودیوں کی غلط عادات و رسول اور ان کے جھوٹ کا پول کھولیں اور ان تبدیلیوں کو رد کر دیں جو انہوں نے اللہ کی کتاب تورات اور اللہ کے دین یں شامل کر دیں تھیں۔ آپ تقریباً دو سال اپنے بارہ حواریوں (شاگردوں) کے ساتھ فلسطین میں گھومتے پھرے اور یہودیوں کو دین حق کی طرف بلاتے رہے۔ ہزاروں غریب اور مظلوم لوگ جو یہودی سرمایہ داروں، مذہبی رہنماؤں اور

حاکموں کے ظلم سے تنگ آ چکے تھے آپ کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اس کے برعکس یہودی علماء اور وہاں کے اثر ورسوخ والے لوگ آپ کے خلاف ہو گئے۔ اس طرح رومن حکمران نے عیسیٰؑ کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھانے کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو اس سازش کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص میری جگہ قتل ہونے کو تیار ہے؟ تا کہ اس کی شکل وصورت اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے جیسی بنا دی جائے۔ ایک نوجوان تیار ہو گیا، چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کو وہاں سے آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ بعد میں یہودی آئے اور انہوں نے اس نوجوان کو سولی پر چڑھا دیا۔ حضرت عیسیٰؑ کے معجزات سے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپؑ مٹی کے پرندے کی شکل بناتے، پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے سچ مچ کا پرندہ بن کر اڑ جاتا۔ وہ پیدائشی نابیناؤں اور برص والوں کو ہاتھ لگاتے تو وہ تندرست ہو جاتے وہ اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے قریب آپ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان کا آنا قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگی، پھر وہ اسلامی قانون کے مطابق حکمرانی کریں گے اور اپنے فیصلوں میں قرآن مجید کے حوالے دیں گے اور اِن کے دورِ حکومت میں مسلمان خوشحال زندگی بسر کریں گے۔ بچو! مسیحی حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ مسلمان اس عقیدے کے قائل نہیں ہیں۔ قرآن کہتا ہے: "اے اہلِ کتاب مبالغہ نہ کرو

Marfat.com

اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ کی نسبت سوائے حق بات کے۔ بے شک مسیح عیسیٰؑ ابن مریم تو اللہ کے رسول اور اس کا کلام ہے جس کو ڈالا اس نے مریمؑ کی طرف اور ایک روح ہے اس کی طرف سے (سورۃ النساء) اسی طرح سورۃ العمران میں ہے ''بلا شبہ اللہ کے نزدیک عیسیٰ کے مثال آدمی کی سی ہے۔ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا، پھر اس سے کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا''۔ پھر سورۂ اخلاص اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی واضح دلیل ہے۔

فرشتے

جنہیں اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا اور وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مصروف رہتے ہیں۔ ابراہیمی مذہب کے مطابق انہیں آسمانی قاصد کہا جاتا ہے جو خدا اور انسان کے مابین یا آسمان اور زمین کے درمیان رابطہ قائم رکھتا ہے۔ کام کی نوعیت کے اعتبار سے فرشتوں کی تقسیم ہے مثلاً کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو تھامے ہوئے ہیں۔ کچھ انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کچھ ان کے اچھے بُرے اعمال لکھتے ہیں۔ کچھ قبر میں ہر مُردے سے سوالات پوچھتے ہیں۔ ایک فرشتہ جہنم کا داروغہ ہے جسے مالک کہا جاتا ہے۔ ایک جنت کا داروغہ ہے جسے رضوان کہا جاتا ہے۔ حضرت جبریلؑ نبیوںؑ اور رسولوںؑ تک اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اسرافیلؑ قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ میکائیلؑ بارش برساتے ہیں اور بہت سے فرشتے ایسے ہیں جن کے فرائض یا

Marfat.com

امور سے متعلق ہمیں خبر نہیں ہے بہرحال ان پر ایمان لانا، ایمان کے بنیادی ارکین میں سے ایک ہے۔ قرآن میں ملائیکہ کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے۔ فرشتوں کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ (1948-1876)

مسلمانانِ برصغیر کے عظیم قائد اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بانی 8 ذلحجہ 1293 یعنی 25 دسمبر 1876ء پیر کے روز وزیر مینشن، نیونہم روڈ کھارادر کراچی میں پیدا ہوئے۔ ولادت کے وقت آپ بے حد کمزور تھے اور وزن بھی کم تھا۔ محمد علی نام آپ کے ماموں قاسم موسیٰ نے رکھا تھا۔ قائداعظم کے دادا پونجا میگھ جی کے تین بیٹے نتھو بھائی، دلجی بھائی اور جینا بھائی تھے جبکہ بیٹی مان بائی تھی۔ قائداعظم جینا بائی سے ہوئے۔ شادی کے بعد جینا بائی جناح پونجا لکھنے لگے۔ قائداعظم کے آباؤ اجداد ملتان کے علاوہ کاٹھیاوارڈ گئے اور کاٹھیاوار کی ریاست گوندل کے گاؤں پانیل میں رہائش پذیر ہوئے پھر وہاں سے اٹھ کر کراچی آگئے۔ دادا کھڈیوں پر کپڑا تیار کرنے کا کاروبار کرتے تھے۔ جناح پونجا کی شادی آغا خان کے وزیر موسیٰ جمعہ کی بیٹی شیریں بائی سے تقریباً 1864ء میں ہوئی۔ شیریں بائی کا تعلق پانیلی سے تقریباً دس میل دور ایک دیہات ''دھرنہ'' کے خواجہ خاندان سے تھا۔ سسرال والوں نے ان کی خوبصورتی اور خوش مزاجی کو دیکھ کر انہیں پیار سے مٹھی بائی کا لقب دیا۔ ان کی یہ عرفیت مشہور ہوگئی اور پھر یہی ان کا نام مشہور ہوا۔ آپ کا تعلق راجپوت خاندان سے تھا اور مادری زبان گجراتی تھی۔ تعلیم کے علاوہ قائداعظم بچپن میں کرکٹ کھیلنے، پتنگ بازی اور گھڑسواری کا

Marfat.com

شوق رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے ایک دوست ناجی جعفر کو گولیاں کھیلنے سے منع کیا اور کرکٹ کھیلنے پر آمادہ کیا۔ قائداعظم کے والد نے 7 اپریل 1902ء بمبئی میں رحلت فرمائی جبکہ آپ کی والدہ 1896ء میں جب آپ لندن میں زیر تعلیم تھے وفات پاگئی تھیں۔ آپ سات بہن بھائی تھے اور آپ سب سے بڑے تھے۔ ان میں دو بھائی بندے علی اور احمد علی جبکہ چار بہنیں شیریں بائی، رحمت بی، مریم بی اور فاطمہ بی شامل ہیں۔ سب سے بڑی بہن رحمت بی اور چھوٹی فاطمہ جناح تھیں۔ فاطمہ جناح آپ کو پیار سے ''پیارے جن'' کہا کرتی تھیں۔ قائد کی پہلی شادی 1892ء سولہ برس کی عمر میں ایمی بائی سے انگلستان جانے سے پہلے ہوئی تھی۔ قائد انگلستان میں تعلیم کی غرض سے مقیم تھے کہ ایمی بائی بمبئی میں پھیلنے والے طاعون کی بیماری میں انتقال کرگئیں۔ آپ کی دوسری شادی 42 سال کی عمر میں بمبئی میں ہوئی۔ آپ کی دوسری بیوی کا نام رتن بائی تھا۔ شادی کے وقت رتن بائی کی عمر 18 برس تھی۔ 15 اگست 1919ء قائداعظم کی بیٹی وینا جناح پیدا ہوئیں۔ وینا جناح نے مسٹر نیول واڈیا نامی ایک پارسی سے شادی کرلی تھی جس بنا پر قائد اپنی اکلوتی اولاد سے قطع تعلق ہوگئے۔ قائد کی بیوی رتن بائی کا انتقال 20 فروری 1929ء کو ہوا۔ 4 جولائی 1887ء میں آپ کو سندھ مدرسۃ الاسلام میں داخل کرایا گیا اور 1892ء میں قانون کی بقیہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان تشریف لے گئے اور 1896ء میں ڈگری لے کر ہندوستان واپس آئے۔ 1897ء بمبئی ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ قائد نے 1906ء میں 30 سال کی عمر میں ہندوستان میں اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ آپ کا رجحان شروع میں انڈین

Marfat.com

نیشنل کانگریس کی طرف تھا۔اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ کے سیاسی اطالیق داد بھائی نوروجی اور گوپال کرشن دونوں ہی کانگریس کے بے لوث اعتدال پسند رکن تھے۔1906ء میں کلکتہ کے سالانہ اجلاس میں آپ نے داد بھائی نوروجی کے پرائیویٹ سیکریٹری کی حیثیت سے شرکت کی۔ یہ وہ پہلا موقع تھا جب آپ نے کسی سیاسی جماعت کے اجلاس میں تقریر کی۔ اس وقت تک عام مسلمانوں کی طرح آپ بھی متحدہ قومیت کے علمبردار تھے۔1902ء کی منٹو مارے اصلاحات میں مسلمانوں کے لئے جدگانہ انتخاب کا فیصلہ کیا گیا تو آپ نے اس کی مخالفت کی۔ کانگریس نے اس سلسلہ میں اپنے موقف کی وضاحت کے لئے حکومت کی طرف ایک وفد بھیجا جس میں قائداعظم کو بھی شامل کیا گیا۔ 1909ء کی اصلاحات کے نتیجے میں مرکزی اسمبلی کے جوانتخابات ہوئے ان میں بمبئی کے مسلم شہری علاقے سے محمد علی جناح سپریم لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ ہندومسلم اتحاد کی کوششیں 1936ء تک جاری رہیں۔ پھر آپ یہ سوچ کر مایوس ہوگئے کہ دونوں قوموں کے راستے الگ الگ ہیں۔1912ء آل انڈیا مسلم لیگ کے چھٹے سالانہ اجلاس میں آپ بطور مہمان شریک ہوئے اور مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا۔ 1937ء مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس قائداعظم کی زیر صدارت منعقد ہوا۔22 مارچ 1940ء کولاہور میں مسلم لیگ کے ستائیویں سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے اعلان کیا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو وجود میں آنے سے نہیں روک سکتی اور اس سے اگلے ہی روز مسلم لیگ نے اپنے افتتاحی اجلاس میں وہ تاریخی قرار

Marfat.com

داد منظور کی جسے ''قرار دادِ پاکستان'' کا نام دیا گیا۔ اس قرار داد کے ٹھیک سات سال بعد 14 اگست 1947ء کو پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا جو ہندوستانی مسلمانوں کے مکمل اتحاد اور قائداعظم کی قیادت کا ایک معجزہ تھا۔ آپ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔

قرآن مجید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور مسلمانوں کی مقدس کتاب جو آخری نبی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے نازل ہوئی۔ قرآن مجید تئیس سال کے عرصے میں مختلف صورتوں میں نازل ہوتا رہا۔ قرآن مجید کُل 114 سورتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی سورۃ فاتحہ اور آخری سورۃ الناس ہے۔ قرآن کے اجزاء کو سورۃ اور سورۃ کے اجزاء کو آیت کہتے ہیں۔ آپؐ چالیس برس کے تھے جب غار حرا میں آپؐ پر پہلی آیت (سورۃِ اقراء کی آیتیں) نازل ہوئیں۔ پہلی اُمتوں پر جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھیں۔ ان کے ماننے والوں نے ردوبدل کر کے انہیں مسخ کر دیا۔ قرآن مجید نے اسلام کے اصل اور سچے پیغام کو کھلے اور واضح الفاظ میں بیان کیا۔ سابقہ کتابوں میں موجود سچائیوں کی تصدیق کی اور ان میں شامل کیئے ہوئے جھوٹ کا پردہ چاک کیا اور خود ہر طرح کی تبدیلی سے محفوظ رہا۔ ان میں سے بعض کتابیں اگرچہ اب بھی موجود ہیں لیکن وہ اپنی اصل شکل کھو چکی ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے اس لئے یہ واحد صحیفہ آسمانی ہے جو زمانہ گزرنے کے اثرات اور مختلف ادوار کی آلائشوں سے محفوظ ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے ''بے شک ہم ہی نے یہ قرآن نازل کیا

Marfat.com

اور بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں'' (سورہ الحجر)۔ قرآن مجید کی کل 144 سورتوں میں 86 مکی اور 28 مدنی ہیں۔ مکی سورتوں میں حالات انبیاء، اخلاق، عقائد، قوموں کی نافرمانی اور عذاب وعتاب اور جزا وسزا کا ذکر ہے۔ مدنی سورتوں میں امرونہی ہیں۔ قرآن اسلامی عقیدہ وقانون کا بنیادی ماخذ ہے۔ اس کے مضامین تقریباً تمام شعبہ ہائے زندگی کو احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن فقط سات حصوں میں منقسم تھا یعنی یہ سات منزلیں۔ آپؐ نے ہفتے کے ساتھ دنوں کے حساب سے قائم کی تھیں۔ حضرت عثمانؓ نے اس کے تیس جز وبنوادیئے جنہیں عربی میں جزو اور اردو فارسی میں پارہ کہتے ہیں۔ جو مہینے کے تیس دنوں کے حساب سے ہیں۔ قرآن مجید کے دیگر ناموں میں الفرقان، الکتاب، الذکر، التنزیل، احسن الحدیث اور برہان شامل ہیں۔ قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے کے بارے میں رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور (دوسروں) کو سکھائے''۔ پیارے بچو! یہ قرآن کی فضیلت اور اللہ کا احسان ہی ہے ہم پر کہ اس کا ایک حرف پڑھنے والوں کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ قرآن نازل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اس پر عمل کر کے حلال اور حرام میں تمیز کریں اور راہِ ہدایت پائیں۔

قرآنی تعلیمات

اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں فرماتے ہیں: اس پر رحمت نازل ہوگی جو قرابت داروں کو ان کا حق اور مسکینوں اور مسافروں سے حسن سلوک کرے گا۔ آپ کے رب نے یہ قطعی اور آخری فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے بغیر کسی کی عبادت

Marfat.com

نہ کی جائے اور اس کے بعد ماں باپ پر احسان کیا جائے۔ جب لوگوں پر فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو۔ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اُن کو دوست نہیں رکھتا جو دنیا میں فساد برپا کرتے ہیں، کھیتی اجاڑتے ہیں اور نسلوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ اللہ شکر گزاروں کو بدلہ دیتا ہے اور جزا ملتی ہے اور جو شخص دنیا کا بدلہ چاہے گا اس کو اس میں دیں گے اور جو شخص آخرت کا ثواب چاہے گا ہم اسے اس میں دیں گے۔ والدین کے سامنے کلمہ اُف نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو، ان سے ادب سے بات کرو ان کے سامنے اپنے رحمت وشفقت کے بازوؤں کو پست کردو۔ اولاد کی پرورش اور تربیت کا خاص خیال رکھو، آخرت میں اولاد سے اطمینان پائیں گے۔ اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ آپس میں قطع رحم کرو یقیناً اللہ تم پر مہربان ہے۔ یتیموں میں اُن کا مال دو۔ اُن کے اچھے مال کو اپنے بُرے مال سے تبدیل نہ کرو یقیناً یہ گناہِ کبیرا ہے۔ جس کا اجر بڑھتی ہوئی جہنم کی آگ ہے۔ اور مدد لو صبر اور نماز سے بے شک نماز دشوار ضرور ہے لیکن جن کے قلب میں خشوع ہو اُن پر کچھ بھی دشوار نہیں۔ وہ لوگ افضل ہیں جو اپنے رب سے ملنے کی تمنا رکھتے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے، ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ انہیں خوشخبری دے دو: اُن پر ان کے رب کے

طرف سے بڑی عنایت ہوگی ،اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست باز ہیں۔شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔ اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے۔جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی اس کو حقیقت میں بڑی دولت مل گئی۔ان باتوں سے صرف وہی لوگ سبق لیتے ہیں جو دانش مند ہیں۔اور شہادت کو ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔اے انسان تجھے جو بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے اور جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے اپنے کسب وعمل کی بدولت ہے۔کھاؤ پیو لیکن اسراف مت کرو۔جھوٹ جس نے گھڑا وہ نامراد ہے۔ جو مصیبت تم پر آپڑے اس پر صبر کرو۔اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔کانا پھوسی شیطانی حرکت ہے۔خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔لین دین اور قرض کے معاملہ میں چاہے وہ طویل المعیاد ہو یا قلیل ہو دستاویز ضرور لکھا کرو۔جان بوجھ کر حق بات کو نہ چھپایا کرو۔اور نہ سچ کو جھوٹ کر ساتھ ملایا کرو۔ جو لوگ عہد کر کے پورا کرتے ہیں وہی صادق کہلاتے ہیں۔فضول خرچی نہ کیا کرو فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔لوگوں سے بے رُخی نہ برتا کرو اور نہ زمین پر اِترا کر چلا کرو۔اپنے ماں باپ،عزیز واقارب، یتیموں اور مسکینوں،محتاجوں اور مسافروں کے ساتھ محبت سے پیش آؤ۔اپنے ہمسائیوں سے احسان کیا کرو۔اللہ محسنوں کو دوست رکھتا ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں بس

Marfat.com

ایک دل کا بہلاوا اور کھیل ہے۔ کسی شخص کا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ دل کی بات چاہے تم چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ اسے جان لے گا۔ عہد کی پابندی کرو۔ عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ سن لو دلوں کا چین اللہ کی یاد سے نصیب ہوتا ہے۔

قرآنی قصے

ننھے قارئین! جیسا کہ آپ پچھلے صفحات (قرآن مجید) میں پڑھ چکے ہیں کہ قرآن مجید نے اسلام کے اصل اور سچے پیغام کو کھلے اور واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ جہاں اُس کے مضامین تمام شعبہ ہائے زندگی کو احاطہ کئے ہوئے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے اخلاق، عقائد قوموں کی نافرمانی اور عذاب وعتاب اور جزا اور سزا کا ذکر کرتے ہوئے حالات انبیاء کے واقعات اس خوبصورتی سے بیان کئے ہیں کہ وہ ایک قصے کا سما باندھتے ہیں۔ ایک ایسا قصہ جس میں اصل حقائق کو ہمارے لئے عقیدت اور نعمت بنا کر بیان کیا ہے۔ تو بچو! چند واقعات بیان کئے جا رہے ہیں جو آپ کو اپنی زندگی سنوارنے میں مکمل طور پر معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔ ☆ قصہ یـــوسفؑ: پیارے بچو! قصہ یوسفؑ دوسری الہامی کتب تورات اور انجیل نے بھی اپنے اپنے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ان الہامی کتب میں بیان کئے گئے قصے کے دوران انسانی ذہن منتشر ہو جاتا ہے کیونکہ بعض باتوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ان الہامی کتب سے حوالے نہیں دیئے گئے اور محض قرآن مقدس کی روح سے ہی یہ قصہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ ان کے دس سوتیلے اور ایک سگا بھائی تھا۔ یوسفؑ بے حد خوبصورت اور خوب سیرت تھے۔ حضرت یعقوبؑ ان سے بہت پیار

Marfat.com

کرتے تھے۔ بارہ برس کی عمر میں حضرت یوسفؑ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور آفتاب انہیں سجدہ کررہے ہیں۔ صبح ہوتے ہی یوسفؑ نے یہ خواب اپنے والد حضرت یعقوبؑ سے بیان فرمایا۔ یعقوبؑ نے اس خواب کی تعبیر تو بتادی لیکن ساتھ ہی تاکید بھی کردی کہ یہ خواب اپنے بھائیوں کومت بتائے کیونکہ وہ خاندان نبوت میں ہونے کی وجہ سے خوابوں کی تعبیر جانتے ہیں۔ گیارہ ستارے گیارہ بھائی سورج والد اور چاند ماں اور سجدہ کرنے سے مُراد ان سب کا تمہارے لئے فرمانبردار ہونا ہے۔ یہ تمام باتیں یوسفؑ کی سوتیلی والدہ سُن لیتی ہیں اور وہ اپنے بیٹوں کو بتادیتی ہیں۔ اس پر یوسفؑ کے بھائی حسد کی آگ میں جل کر یوسفؑ کو قتل کرنے کے منصوبے بناتے ہیں اور پھر متفقہ طور پر فیصلہ کرتے ہیں کہ اسے مارنے کی بجائے کنوئیں میں پھینک دیا جائے۔ یہ منصوبہ تیار کرنے کے بعد سب اپنے والد حضرت یعقوبؑ کے پاس گئے اور یوسفؑ کو سیر وتفریح کے لئے جانے کی اجازت طلب کی تو اس پر حضرت یوسفؑ اِن کے ارادے بھانپ گئے اور فرمایا دو وجہ سے میں یوسفؑ کا تمہارے ساتھ جانا ناپسند کرتا ہوں اول تو اس کے بغیر مجھے چین نہیں پڑتا دوسرا جنگل میں یہ خطرہ ہے کہ کہیں تمہاری غفلت سے اس کو بھیڑیا نہ کھا جائے۔ لیکن بھائیوں کے اصرار پر یعقوبؑ نے یوسفؑ کو ان کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ سب بھائی آپؑ کو کنویں کے پاس لے گئے اور ایک ڈول میں رکھ کر کنویں میں لٹکایا جب نصف تک پہنچے تو رسی کاٹ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے یوسفؑ کی حفاظت فرمائی کہ پانی میں گرنے سے آپ کو کوئی چوٹ نہ آئی اور قریب ہی پانی سے اُبھری ہوئی پتھر کی

Marfat.com

چٹان پر بیٹھ گئے۔ یوسفؑ تین روز تک اس کنویں میں رہے ان کا بھائی یہود اور دوسرے بھائیوں سے چھپ کر روزانہ ان کے لئے کھانے پینے کا سامان لاتا اور ڈول کے ذریعے ان تک پہنچا دیتا۔ یہ سارے بھائی عشاء کے وقت روتے ہوئے گھر واپس آئے قرآن اس کا ذکر یوں بیان کرتا ہے۔ ''یوسفؑ کے بھائی یوسف کے کُرتے پر جھوٹا خون لگا کر لائے تا کہ والد کو بھیڑیئے کے کھانے کا یقین دلائیں''۔ یوسفؑ کنویں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شام کا قافلہ راستہ بھول کر اس غیر آباد جنگل میں پہنچ گیا اور پانی لینے کی غرض سے ڈول کنویں میں ڈالا تو یوسفؑ اس ڈول میں بیٹھ گئے۔ بچے کو دیکھ کر قافلے کے لوگ بہت خوش ہوئے اور وہ یوسفؑ کو اپنے ساتھ لے جا کر عزیز مصر کے ہاتھ چند درہموں کے عوض فروخت کر دیا۔ یوسفؑ جوانی کی دہلیز پر پہنچے تو آپ کا حُسن و جمال اور مردانہ وضاحت اپنے عروج پر تھی۔ عزیز مصر کی بیوی نے بار بار آپ کو ورغلانے کی کوشش کی لیکن نا کام رہی۔ یوسفؑ اس کی چال میں نہ آئے۔ اس پر اس نے انتقامی طور پر یہ کہانی گھڑی کہ یوسفؑ نے اس کے ساتھ دست درازی کی کوشش کی ہے۔ اگر چہ اس عورت کی بات جھوٹی ثابت ہوگئی لیکن اس کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ وہ جیل میں ڈال دیئے گئے۔ جیل میں بھی ان کا طرز عمل مثالی رہا اور وہ اپنے ساتھی قیدیوں کی دینی اور اخلاقی تعلیم و تربیت کرتے رہے۔ ان کی صداقت اور شفقت کے قصے مشہور ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی خوابوں کی صحیح تعبیر بتانے میں ان کی شہرت عروج پر پہنچ گئے۔ ایک مرتبہ دو قیدی ساتھیوں نے انہیں اپنا خواب بتایا جس پر انہوں نے ایک کو بتایا کہ تمہیں بہت جلد رہا کر دیا جائے گا اور تم بادشاہ

Marfat.com

کے خادم خاص بن جاؤ گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ جلد رہائی پا گیا اور بادشاہ نے اسے شراب پیش کرنے کی خدمت پر مامور کر دیا۔ اور دوسرے کے خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ تمہیں عنقریب سولی پر لٹا دیا جائے گا اور پرندے تمہارا سر نوچ کھائیں گے۔ اس کے ساتھ بھی بالکل وہی ہوا جس طرح آپؑ نے بتایا تھا۔ یوسفؑ ابھی جیل ہی میں تھے کہ شاہِ مصر نے ایک خواب دیکھا جس پر وہ بے حد پریشان ہو گیا۔ بادشاہ کے درباریوں میں سے کوئی بھی اس کی تعبیر نہ بتا سکا۔ اس پر اس شراب پیش کرنے والے کو اپنے جیل کے دن اور اپنے خواب کی تعبیر درست نکلنے کا واقعہ یاد آ گیا۔ اس نے جیل میں حضرت یوسفؑ سے جا کر ملنے کی اجازت مانگی اور جا کر بادشاہ کے خواب کی تعبیر پوچھی۔ یوسفؑ نے جو کچھ بتایا، وہ اس بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بادشاہ اس سے بہت متاثر ہوا۔ یوسفؑ نے بادشاہ کے خواب کی یہ تعبیر بتائی تھی کہ ملک میں سات سال کے لمبے عرصے کا قحط پڑے گا۔ آپ نے اس سے پیدا ہونے والے مسائل کا حل بھی خواب کی تعبیر کر کے بتا دیا۔ بادشاہ اتنا متاثر ہوا کہ اس نے انہیں فوراً رہا کر کے اپنے پاس لانے کا حکم دے دیا۔ یوسفؑ نے رہائی سے انکار کر دیا اور اپنے خلاف لگائے الزام کی تحقیقات کا مطالبہ کر دیا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس کیس کا صحیح فیصلہ عوام کے سامنے آ جائے اور انہیں باقاعدہ طور پر بے گناہ قرار دیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے تحقیق کرائی تو یوسفؑ کی بے گناہی واضح ہو گئی۔ اس کے بعد یوسفؑ کی تجویز پر انہیں ملکی خزانے اور غلے کے گوداموں کا انچارج بنا دیا گیا۔ یوسفؑ نے ملک میں شدید قحط پڑنے کی جو پیش گوئی کی تھی، وہ پوری ہو گئی اور قحط دور دور تک پھیل گیا۔

اس کے اثرات یوسفؑ کے آبائی علاقے میں بھی پہنچ گئے۔ یوسفؑ کی تدابیر نے بے شمار انسانوں کو موت کے منہ میں جانے سے بچا لیا۔ گودام بھرے ہوئے تھے اور لوگ دور دور سے گندم خریدنے کے لئے مصر آ رہے تھے۔ اس غرض سے آنے والوں میں یوسفؑ کے بھائی بھی تھے۔ یہ دراصل اللہ کی تدبیر تھی کہ وہ ان کے بھائیوں کو بھی غلے کے حصول کے لئے ان کے پاس لے آیا۔ پہلے وہ انہیں نہ پہچان سکے کیونکہ بھائیوں کا خیال تھا کہ شاید ان کا چھوٹا بھائی کنویں کے اندر ہی مر کر ختم ہو چکا ہے۔ تاہم کچھ عرصہ بعد ان پر بات کھل گئی کہ آج ہم جہاں سے غلہ لے رہے ہیں، اس ملک کے مختار حاکم یوسفؑ ہی ہیں۔ اس پر وہ شرمندہ ہوئے اور اپنی مکروہ سازش کی معافی مانگی۔ یوسفؑ نے بڑی فراخدلی سے انہیں معاف کر دیا، پھر انہوں نے بھائیوں سے کہا کہ تم میرے زندہ ہونے اور اس مرتبے پر فائز ہونے کی اطلاع میرے والد حضرت یعقوبؑ کو پہنچاؤ اور یہ میری قمیص لے جاؤ، اس کو والد صاحب کی آنکھوں پر ڈالو گے تو ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔ اس کے بعد سب اہل و عیل کو لے کر مصر چلے آنا۔ جب یہ خوشخبری یعقوبؑ کو پہنچی تو وہ بے حد خوش ہوئے اور یوسفؑ کی قمیص ان کی آنکھوں پر ڈالی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی بھی بحال کر دی جو بیٹے کے غم میں مسلسل روتے رہنے سے زائل ہو گئی تھی۔ اس کے بعد حضرت یعقوبؑ اپنے خاندان سمیت ہجرت کر کے یوسفؑ کے پاس مصر آ گئے۔ وہاں طویل عرصے کی جدائی کے بعد ملنے سے سارا خاندان خوش ہو گیا اور یوسفؑ کا خواب بھی پورا ہو گیا۔ حضرت یوسفؑ نے 120 سال کی عمر میں مصر میں وفات پائی۔ اور دریائے نیل کے

Marfat.com

کنارے دفن کیے گئے۔ ننھے قارئین! تقریباً 4000 سال پہلے اور 1900 سال قبل مسیح کے اس قرآنی قصے کی خوبصورتی آج بھی اُسی طرح برقرار ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ یہود نے آزمائش کے لئے آنحضرتؐ سے کہا تھا کہ اگر آپؐ سچے نبی ہیں تو ہمیں بتائیں کہ آل یعقوبؑ ملک شام سے مصر کیوں منتقل ہوئے اور یوسفؑ کا واقعہ کیا تھا؟ ان کے جواب میں پورا قصہ نازل کیا گیا جو رسول اکرمؐ کا معجزہ اور آپؐ کی نبوت کا شاہد ہے اور یہ قصہ آپؐ کو وحی کے ذریعے سنایا گیا باقی جہاں تک تعلق ہے اس واقعہ کی خوبصورتی اور متاثر کن بیان کا تو اس کی بنیادی وجہ پیغامات ہیں جو سچائی پر مبنی اس قصے کی توسط سے ہمیں دیئے گئے۔ جن میں صبرو شکر، درگزر کرنا، گناہ سے بچنا اور نیکی کی طرف راغب کرنا سرفہرست ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم ان محرکات پر کاربند رہنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ قدم قدم پر ہمارا ساتھ دے گا۔ جس طرح اس قصے کی رو سے یہ بات پوری طرح روشن ہو کر سامنے آ گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کو کس طرح تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے کہ کنویں سے نکال کر ایک تخت سلطنت پر اور بدنامی سے نکال کر نیک نامی کی انتہا پر پہنچا دیئے جاتے ہیں اور مکروفریب کرنے والوں کا انجام ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ☆ **قصہ حضرت خضرؑ کی حکمت و دانش کا:** بچو! یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کی بات ہے۔ جب آپؑ نے کسی شخص سے ذکر کیا کہ میں بہت علم والا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر واضح کیا کہ اے موسیٰ! آپ اکیلے ہی علم والے نہیں ہو بلکہ آپ سے زیادہ بھی کوئی شخص علم وحکمت کا مالک ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے اُس صاحب

علم سے ملنے کے لئے اصرار کیا تا کہ اُس سے مل کر علم و حکمت کے رازوں کو جان سکوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰؑ کو اُس علم والی ہستی سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔ واقعے کے مطابق اس شخص سے آپ کی ملاقات دو دریاؤں کے سنگم میں ہونا تھی جس کے لئے آپ کے ساتھ ایک خادم اور مچھلی تھی۔ مچھلی نے قریب پہنچ کر منزل کی رہنمائی کرنا تھی۔ جب وہ اس سنگم پر پہنچے تو موسیٰؑ نے اپنے خادم سے کہا: میرے لئے ناشتہ لاؤ میں بہت تھک چکا ہوں تو تھیلے میں مچھلی نہ تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے مچھلی کے بارے میں پوچھا! تو خادم نے کہا: جب ہم اُس چٹان کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے اُس وقت مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا اور شیطان نے مجھ کو غافل کر دیا کہ میں اس کا ذکر آپ سے کرنا بھول گیا۔ مچھلی تو اپنے طریقے سے نکل کر دریا میں چلی گئی ہے۔ موسیٰؑ نے کہا اسی کی تو ہمیں تلاش تھی۔ چنانچہ دونوں اپنے نقش قدم پر پھر واپس ہوئے اور پھر حضرت موسیٰؑ کی ملاقات اُس علم والے سے ہوگئی۔ حضرت موسیٰؑ نے اس سے کہا! کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تا کہ آپ مجھے بھی اس دانش کی تعلیم دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے؟۔ اُس نے جواب دیا: آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے اور جس چیز کی آپ کو خبر نہ ہو آخر آپ اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا: انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔ اُس نے کہا: اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھیں جب تک میں خود اس کا آپ سے ذکر نہ کروں۔ قرآنی قصے کے مطابق موسیٰؑ اس کے ساتھ کشتی میں سوار جا رہے تھے کہ اُس نے کشتی میں شگاف کر ڈالا۔ اس پر موسیٰؑ نے کہا:

Marfat.com

آپ اس کشتی میں شگاف ڈال کر ہم سب کو مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ یہ تو آپ نے ایک سخت حرکت کر ڈالی۔ اُس نے کہا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰؑ نے کہا بھول چوک پر مجھے نہ پکڑیئے۔ میرے معاملے میں زیادہ سختی نہ کریں۔ پھر راستے میں ان کو ایک جوان لڑکا ملا۔ اس شخص نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا آپ نے ایک بے گناہ کی جان لے کر بہت بُرا کام کیا ہے۔ اُس نے کہا: میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے ؟۔ اس پر موسیٰؑ نے کہا: اس کے بعد اگر میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔ لیجئے اب تو میری طرف سے آپ کو عذر مل گیا۔ پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا۔ مگر انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی۔ اُس شخص نے اس دیوار کو پھر قائم کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا! اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اُجرت لے سکتے تھے۔ اُس نے کہا: بس میرا تمہارا ساتھ ختم ہوا۔ اب تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جس پر تم صبر نہ کر سکے۔ اُس کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند غریب آدمیوں کی تھی۔ جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے۔ میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں کیونکہ آگے ایک ایسے بادشاہ کا علاقہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو چھین لیتا تھا رہا وہ لڑکا اس کے والدین مومن تھے۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی اور کفر سے ان کو تنگ کرے گا۔ اس لئے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی اس سے بہتر ہو اور جس سے صلہ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو اور اس دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دو

یتیم لڑکوں کی ہے۔ جو اس شہر میں رہتے ہیں۔ اس دیوار کے نیچے ان بچوں کے لئے خزانہ مدفون ہے۔ ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ اس لئے تمہارے رب نے چاہا کہ دونوں بچے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ تمہارے رب کی رحمت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ میں نے اپنے اختیار سے کچھ نہیں کیا اور یہ ہے حقیقت اُن باتوں کی جس پر تم صبر نہ کر سکے۔ اس خُدا کے بندے نے سبب تو بتا دیا لیکن حضرت موسیٰؑ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ بچو! یہ قصہ قرآن مجید کی سورۂ الکہف میں بیان کیا گیا ہے اور خدا کے جس نیک اور صاحب علم بندے کا ذکر اس میں ہے مفسرین کی اکثریت کے نزدیک اس سے مُراد خضرؑ ہیں۔ ایک دوسرا قصہ جو خضر سے منسوب ہے ان کا سکندر کے ساتھ سفر کرنا ہے جس میں یہ دونوں آب حیات کی تلاش میں روانہ ہوتے ہیں۔ سکندر ایک گھاٹی میں راستہ بھول کر رہ جاتا ہے۔ اور خضرؑ چشمہ آب حیات کا پانی پی لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ عام اعتقادات کے مطابق خضرؑ کا کام سمندر اور دریاؤں میں لوگوں کی رہنمائی کرنا ہے۔ عوام آپ کو خواجہ خضرؑ کہتے ہیں۔ بعض علما آپ کو پیغمبر نہیں مانتے کیونکہ اس امر کا پتا نہیں چلتا کہ آپ نے کسی قوم کی ہدایت کی ہو۔ ☆قصہ ہودؑ: قوم عاد صفحہ ہستی پر قوم نوحؑ کے تین چار سو برس کے بعد نمودار ہوئی۔ اس قوم کے تیرہ بڑے بڑے قبیلے تھے اور سب کے سب گمراہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بت پرستوں کو توحید کا بھولا ہوا سبق سکھانے کے لئے انہی میں سے پھر ایک نبی پیدا کیا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کی تاریخ میں یہ برگزیدہ نبی ہود علیہ السلام کے نام سے مشہور ہیں۔ قرآن حکیم میں حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر کئی ایک مقامات پر

Marfat.com

آیا ہے لیکن سورہ العراف، سورہ الشعراء اور سورہ ہود میں خاص کر زیادہ مذکور ہے۔

حضرت ہود نے سقوم عاد کو پورے پچاس برس تک کامل استقلال کے ساتھ دعوت حق دی یہاں تک کہ لوگوں نے انہیں جان سے مار ڈالنے کی ٹھان لی مگر آپ تھے کہ برابر میدان تبلیغ میں کمال استقامت کے ساتھ بڑھتے چلے گئے۔ مگر افسوس جو لوگ ہدایت قبول کرنا ہی نہیں چاہتے، ان پر گمراہی کی مہر لگ جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق قوم عاد کے دلوں پر مہر لگ چکی تھی اور اس نے کسی طور پر بھی دعوت حق کو قبول نہ کیا۔ قوم عاد نے کہا! اے ہود ہم تمہاری بات کیسے مان لیں؟ اور کیونکر اپنے خداؤں سے منہ پھیر لیں؟ تم جو کچھ کہتے ہو اس کے صحیح ہونے کی تمہارے پاس کوئی دلیل بھی ہے؟ اصل میں تم ہمارے خداؤں کو مانتے نہیں۔ ہمارے خداؤں نے تم سے ناخوش ہو کر تمہیں پاگل بنا دیا ہے۔ جب حضرت ہود علیہ السلام اتمام حجت کے طور پر کوئی معجزہ دکھاتے تو قوم عاد کے لوگ بے تکلفی سے کہہ دیتے کہ یہ تو کوئی شعبدہ باز یا جادوگر ہے۔ بالآخر جب آپ سمجھا بجھا کر تنگ آ گئے اور کوئی سبیل ہدایت کے راستے پر لانے کی نظر نہ آئی تب ہاتھ اٹھا کر آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ پورے تین برس زمین پر پانی کی ایک بوند تک نہ پڑی سرسبز و شاداب کھیت اجڑ گئے فصلیں تباہ ہوگئیں۔ باغ ویران ہو گئے۔ غرض وہ قحط پڑا کہ سب کا حال پتلا ہو گیا۔ حضرت ہود کو قوم کے اس حال پر ترس آ گیا فرمایا: اے لوگو! توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اب بھی وقت ہے باز آ ؤ۔ خدائے وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھک کر اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور آئندہ کے لئے توبہ کرلو اور سچے دل سے اقرار کرو کہ

Marfat.com

اس کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرو گے اور یہ بات سمجھ لو کہ جنہیں تم اپنے نفع و نقصان کا مالک خیال کرتے ہو وقت آ پڑنے پر وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔ مگر افسوس اس پر بھی انہوں نے کچھ اثر قبول نہ کیا۔ ہر چند قدرت الٰہی نے انہیں بہت ڈھیل دی لیکن انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور اس پر مطلق خبردار نہ ہوئے۔ بالآخر جب ڈھیل انتہا کو پہنچ گئی تو ایک کالی گھٹا اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف چھا گئی۔ وہ بارگاہ الٰہی سے بھاگی ہوئی قوم جس کا صفحہ ہستی سے نام و نشان تک مٹانے کے لئے قدرت کی جانب سے سامان ہو رہا تھا۔ اسے اپنے لئے سحاب رحمت خیال کرنے لگی۔ ابر سیاہ کو مستانہ وار افق سے اٹھتے دیکھ کر عاد کے لوگ خوشی میں جھومنے لگے۔ دلوں میں فرط انبساط کی لہریں دوڑنے لگی۔ مرد وزن، پیر و جوان سب گھروں سے باہر نکل آئے۔ حضرت ہودؑ نے فرمایا: اے عقل کے اندھو! تم سمجھتے ہو یہ کالی گھٹا، یہ ابر سیاہ جو افق پر ہر طرف پھلتا ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے، تمہارے لئے مسرت شادمانی کا پیغام لے کر آ رہا ہے؟ اے لوگو! ڈرو اس سے۔ یہ تمہارے لئے پیغام اجل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قہر ہے۔ اس کی قدرت کی غضبناکی ہے جو تمہیں پکڑنے کو بڑی تیزی سے بڑھی چلی آ رہی ہے۔ یہ ابر سیاہ پانی سے خالی ہے۔ اس میں ہوا کے سوا کچھ نہیں یہ تمہاری ہلاکت کا ایک ذریعہ ہے۔ بالآخر مہلت کی میعاد ختم ہوئی اللہ تعالیٰ کا عذاب، قوم عاد ایسی زبردست شان و شوکت کی غرور زدہ قوم کو سزا دینے کے لئے طوفان باد کی صورت میں نمودار ہوا۔ ہوا کیا تھی، قہر الٰہی تھا۔ انسان و حیوان تو کیا بڑی بڑی پتھر کی مضبوط چٹانیں اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکیں۔ شدت باد نے قوم عاد کو ایسے اٹھا اٹھا کر

Marfat.com

زمین پر پٹخا کہ جسم ریزہ ریزہ اور ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ جو لوگ اس طوفان سے جان بچانے کے لئے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے تھے۔ قہر الٰہی نے انہیں وہیں دبوچا۔ یہاں تک کہ بڑی بڑی سنگین اور مستحکم عمارتیں دھم سے زمین پر آ رہیں۔ شہر کے گلی کوچے، بازار و شاہراہ پتھروں سے پٹ گئے۔ فصلیں تباہ و برباد ہو گئیں۔ سرسبز و شاداب گلشن اور باغ ویران ہو گئے۔ یہ طوفان باد جو قہر خداوندی کی شکل میں نمودار ہوا، مسلسل سات دن اور آٹھ راتیں سرگرم تباہی و ہلاکت رہا حتیٰ کہ بعد از طوفان سوائے چٹیل میدان اور اونچے اونچے ریت کے ٹیلوں کے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ یہ طوفان باد ہزاروں مربع میل پر محیط تھا۔ آج بھی روئے زمین پر احقاف کا وہ حصہ جو کسی زمانے میں دنیا کا چمن مرغزار جنت نظر تھا، ماہرین آثار قدیمہ کی مساعی کے طفیل چشم عبرت کے لئے وا ہے اور قعر گمنامی سے نکل کر خدا سے باغی انسانوں کی عظمت ماضی اور شوکت رفتہ کے دھندلے سے نقوش دکھا رہا ہے۔ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ عاد کا یہ مسکن کسی زمانے میں واقعی دنیا کی ایک جنت تھا۔ ☆آگ نمرود: حضرت ابراہیمؑ قوم کو اُن کے باپ دادا کے غلط راستوں سے ہٹا کر سیدھے راستے پر لگانا چاہتے تھے اور آپؑ چاہتے تھے کہ لوگ ہزاروں خداؤں کی بندگی سے نکل کر صرف ایک خدا کی عبادت کریں۔ یہ باتیں نمرود کو گوارہ نہ تھیں۔ پہلے وہ مختلف ہتھکنڈوں سے آپؑ کو باز رکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر اُس نے آپؑ کو زندہ جلا دینے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ لکڑی جمع کئے جانے کا حکم دے دیا گیا جس کی تعمیل نمرود کی سلطنت کے ہر فرد نے کی۔ خدا معلوم کتنے ہزار من لکڑی اللہ کے اس بندے حضرت ابراہیم علیہ

Marfat.com

السلام کو نذر آتش کرنے کے لئے اکٹھی کی گئی۔ ابھی آگ کے شعلے آپ کے بدن مبارک تک پہنچنے نہ پائے تھے کہ آگ سرد پڑ گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام زندہ سلامت اس آزمائش سے نکل آئے۔ بچو! اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو آزماتا ہے۔ یقیناً جو ثابت قدم رکھتے ہوئے حق پر ڈٹ جاتے ہیں۔ فتح انہی کے نصیب میں ہوتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے بچو کہ نمرود کا انجام کیا ہوا۔ اس واقعے کے کچھ روز بعد نمرود کی ناک میں مچھر گھس گیا جس سے وہ چالیس روز سخت عذاب میں مبتلا رہ کر اپنے انجام کو پہنچا۔

محمدؐ کا بچپن

حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے دو سال تک ننھے حضورؐ کو دودھ پلایا۔ دودھ چھڑانے کے بعد آپؐ کی نشوونما عام بچوں سے بہت اچھی تھی۔ آپؐ تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ آپؐ بہت توانا، تندرست اور اپنے کم عمر بچوں سے زیادہ اونچے تھے۔ جسمانی اعتبار سے آپؐ چار برس کے دکھائی دیتے تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے گھر کا ہر فرد آپؐ سے بہت پیار کرتا تھا۔ آپؐ کی آمد کی برکت سے حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے دن پھر گئے ہر وقت فیوض و برکات کی برسات برستی اور اہل خانہ خدا کی نعمتوں کو سمیٹتے رہتے۔ ننھے حضورؐ اپنے رضاعی بہن بھائیوں سے کھیلتے خصوصاً حضرت شیماؓ کے ساتھ کھیلتے اور حضرت حارثؓ آپؐ کو اپنے کندھوں پر بٹھاتے۔ آپؐ کی عمر جب تین برس کی ہوئی تو آپؐ نے اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہؓ سے اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے جانے کے لئے اصرار کیا اور پھر آپؐ اپنے رضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ جنگل میں بکریاں

Marfat.com

چرانے جایا کرتے۔ گھر میں اپنے بہن بھائیوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے رہتے اور خود الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جاتے۔ اور جب آپ کو کھیل میں حصہ لینے کے لئے کہا جاتا تو آپؐ فرماتے ہم کھیل کود کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ جن لوگوں نے حضور اکرمؐ کا بچپن دیکھا ہے وہ اس بات کے شاہد ہیں کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ناواجب مذاق نہیں کیا۔ کبھی مانگ کر کھانا نہیں کھایا۔ جو کچھ کھانے کو دیا جاتا کھا لیتے، کبھی کسی کھانے والی چیز میں کوئی نقص یا عیب نہیں نکالا۔ ایک مرتبہ آپؐ چار برس کے ہونے کو تھے تو حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے آپ کو ایک کاہن کے پاس لے گئیں۔ کاہن آپ کو دیکھتے ہی چلا اٹھا۔ لوگو! آؤ اس بچے کو قتل کر دو، اور مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دو، اگر یہ بچہ جوان ہو گیا تو تمہیں تمہارے دین سے ہٹا دے گا اور خدا کی واحدنیت کی طرف بلائے گا۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے کاہن کا شور و غوغا سُنا تو ننھے حضورؐ کو اٹھا کر جلدی سے گھر لوٹ آئیں۔ آپ بچپن ہی سے صادق اور امین مشہور تھے، کیونکہ آپؐ ہمیشہ سچ بولتے اور امانت میں کبھی خیانت نہ کرتے۔ بچپن ہی سے آپؐ کی شرافت نفس، اخلاق فاصلہ، فہم و فراصت کے غیر معمولی آثار دریافت و امانت کے اعلیٰ ترین شاہکار، آپؐ کی ذات اقدس میں ہمہ وقت مشاہدہ کیے جا سکتے تھے۔

محمدؐ (دیکھئے) ہمارے نبیؐ

مدینہ منورہ

مدینہ منورہ شہر مکہ معظّمہ سے تقریباً 275 میل دور شمال میں واقع ہے۔

مدینہ منورہ وہ شہر ہے جہاں رسولؐ ہجرت کر کے تشریف لے گئے اور اسی کو اپنا وطن

بنایا اور اسی شہر میں آپؐ نے اپنی مسجد تعمیر کی۔ یہیں آپؐ نے اپنا مشن مکمل کیا اور یہیں آپؐ کا انتقال ہوا اور تدفین ہوئی اور آپؐ کا روضہ مبارک بھی مدینہ منورہ ہی میں ہے۔ مدینہ منورہ کی شہرت کی ایک وجہ مسجد نبویؐ بھی ہے۔ مسجد نبویؐ کو خاص فضیلت، شرف اور عظیم مرتبہ حاصل ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ''میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے البتہ مسجدِ حرام کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہے'' (بخاری)۔ مدینہ کا پرانا نام یثرب تھا۔ جن کے معنی فساد اور خرابی کے ہیں۔ جب آپؐ مکہ سے ہجرت کر کے وہاں تشریف لے گئے تو اس کا نام مدینۃ النبی (نبی کا شہر) ہو گیا۔ جو بعد میں مختصر ہو کر مدینہ رہ گیا۔ مسلمان عزت واحترام سے اِسے مدینہ منورہ یا مدینہ طیبہ کہتے ہیں۔ یہ شہر میدانی علاقے میں واقع اور یہاں پانی کی افراط ہے۔ حضورؐ کی ہجرت سے پہلے یہاں اوس اور خزرج نام کے دو قبیلے آباد تھے۔ اور اِرد گرد یہودیوں کی بستیاں تھیں۔ رسول اللہؐ نے یہاں آنے کے بعد ایک مسجد کی بنیاد ڈالی، جو مسجد نبوی کہلاتی ہے۔ اسی کے ایک کمرے میں آپؐ کا روضہ مبارک ہے۔

مکہ معظّمہ

سعودی عرب کا مشہور شہر مکہ معظّمہ جہاں خانہ کعبہ ہے۔ اور دنیائے اسلام کے لاکھوں مسلمان وہاں فریضہ حج ادا کرنے جاتے ہیں۔ یہ بحیرہ احمر کے قریب واقع ہے۔ مکہ مکرمہ حضرت محمدؐ کی جائے پیدائش ہے۔ اس کے وسط میں مسجد حرام ہے جو بیت اللہ، کعبہ کے اردگرد بنی ہوئی ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان دِن میں پانچ نمازیں کعبے کی طرف رُخ کر کے ادا کرتے ہیں۔ اس شہر کی بنیاد

حضرت ابراہیمؑ نے رکھی تھی۔ تاریخی واقعات کے مطابق حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے معصوم بچے اسماعیلؑ کو خدا کے حکم سے اس وادی میں چھوڑ آئے۔ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں لیکن باوجود کوشش کے پانی نہ ملا۔ مایوس ہو کر لوٹیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ جہاں ننھا اسماعیل پیاس کے مارے ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ وہاں ایک چشمہ پیدا ہو گیا ہے۔ اسی چشمے کا پانی زم زم کہلایا۔ زم زم کا پانی بلاشبہ روئے زمین کا مقدس ترین اور بہترین پانی ہے۔ جسے حاجی لوگ پیتے اور اپنے گھروں کو لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو ایک مقدس اور حرمت والا شہر قرار دیا ہے۔ اس لئے یہاں سے نہ کانٹوں کو ہٹایا جا سکتا ہے اور نہ اس کے درختوں کو کاٹنے کی اجازت ہے۔ یہاں کسی جانور یا پرندے کو بھی پریشان نہیں کیا جا سکتا اور نہ اسے شکار کیا جا سکتا ہے۔ یہاں خون بہانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مکہ میں کوئی گری ہوئی چیز اٹھانے کی بھی اجازت نہیں، سوائے اس کے جو اٹھائے فوراً اعلان کرے کہ اسے فلاں چیز ملی ہے تاکہ جس کی گری ہو اس تک پہنچ جائے۔ مسجد حرام کے اندر ایک چوکور عمارت ہے جسے خانہ کعبہ یا بیت اللہ کہتے ہیں۔ اس میں ایک سیاہ پتھر نصب ہے جس کا نام حجرِ اسود ہے۔ مسجد حرام روئے زمین کی مقدس ترین مسجد ہے جس کی عظمت قرآن اور حدیث سے ظاہر ہے۔ آپ ؐ کا فرمان ہے "میری مسجد میں نماز مسجدِ حرام کے سوا کسی بھی مسجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے"۔

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام، حضرت

اللہ کے نبی اور بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر جن پر اللہ کی کتاب تورات نازل ہوئی ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کا عہد 1451 سے 1571 ق م بتایا جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے کوہِ سینا سے آپؑ سے براہ راست کلام فرمایا تھا اس لئے کلیم اللہ آپؑ کا لقب ہے۔ تاریخی واقعات کے مطابق فرعون کو معلوم ہو گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو اس کی بربادی کا باعث ہوگا۔ اسی لئے وہ بنی اسرائیل کے سب لڑکوں کو قتل کروا دیتا تھا۔ لہٰذا آپؑ کی والدہ نے آپ کو ایک صندوق میں بند کر کے نیل میں بہا دیا۔ جو فرعون کی ملکہ کی نظر سے گزرا اور اس نے آپ کو بطور فرزند کے پالا۔ بڑے ہونے پر آپؑ نے ایک قبطی کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی حمایت کی۔ جس میں قبطی مارا گیا۔ اس پر آپؑ مصر سے بھاگ کر مدینہ پہنچے جہاں شعیبؑ نے آپؑ کو اپنے ہاں رکھا اور اپنی بیٹی کی شادی آپؑ سے کر دی۔ بارہ برس کے بعد جب آپؑ واپس آ رہے تھے تو وادی طوبیٰ میں خدا تعالیٰ نے آپؑ سے کلام فرمایا اور آپؑ کو پیغمبری عطا ہوئی۔ آپؑ کو فرعون کی ہدایت کے واسطے متعین کیا گیا، عصا اور ید بیضا کے معجزات عطا ہوئے۔ فرعون اپنے جادوگروں کو آپؑ کے مقابلے میں لایا مگر وہ سب اپنے آپ کو عاجز پا کر ایمان لے آئے۔ جب آپؑ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے تو راستے میں دریائے نیل پڑتا تھا۔ اللہ کے حکم کے مطابق آپؑ نے اس پر عصا مارا وہ دو حصوں میں بٹ گیا اور دریا میں ایک راستہ سا بن گیا۔ فرعون بھی آپؑ کے تعاقب میں چلا آ رہا تھا۔ جب وہ دریا

Marfat.com

پر پہنچا اور ایک راستہ بنا پایا تو بلا جھجک آپؑ کے پیچھے ہی اپنے لاؤلشکر سمیت دریا میں اتر گیا۔ حضرت موسیٰؑ تو اپنے ساتھیوں سمیت پار اتر گئے۔ مگر فرعون اپنے تمام لشکر کے ساتھ دریا میں غرق ہو گیا۔ آپؑ کوہ طور پر گئے اور آپ پر تورات نازل ہوئی لیکن آپ کی غیر موجودگی میں سامری نام کے جادوگر نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت کرنے پر آمادہ کر لیا تھا۔ واپسی پر آپ نے بچھڑے کو تو آگ میں ڈال کر گلا دیا۔ بنی اسرائیل کو شہروں میں بسانے کی بجائے ایک بیابان میں لے گے۔ جہاں چالیس برس تک ان کی اصلاح کرتے رہے۔

نماز

اسلامی عبادات میں نماز کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اسے مسلمانوں کا اولین فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ جو نماز خشوع و خضوع سے ادا کی جائے اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے فلاح وسعادت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ حضور اکرمؐ نے ہمیں ہدایت کی ہے کہ نماز ادب وسکون کے ساتھ پڑھی جائے اور اس کا ہر رکن اطمینان کے ساتھ اچھی طرح ادا کیا جائے۔ قرآن میں بار بار نماز پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ نماز سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے۔ با جماعت نماز سے پہلے اذان ہوتی ہے ہر مسلمان مرد و عورت پر پانچ نمازیں فرض ہیں: فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء جبکہ تہجد ایک نفلی نماز ہے جس کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے۔ فرض نمازوں کو با جماعت ادا کرنا بہتر ہے۔ فوائد: نماز سے آدمی وقت کی پابندی سیکھتا ہے۔ نماز میں امیر غریب بوڑھے جوان اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس لیے آپس میں محبت، ہمدردی اور مساوات پیدا ہوتی ہے۔ نمازی ہمیشہ پاک و

صاف رہتا ہے۔ نماز سے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی نعمتوں کی امید پیدا ہوتی ہے۔ نماز ہمیں اللہ کے لئے جہاد کا سبق سکھاتی ہے۔ نماز یہ بھی سکھاتی ہے کہ ایک محلّہ یا ایک شہر اور علاقہ کے رہنے والے مسلمانوں کو کس طرح ایک بہترین جماعت کی طرح وقت گزارنا چاہیئے۔ نماز بُرائی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔

والدین سے حسن سلوک

اسلام نے انسانی زندگی کے دیگر معاملات کی طرح والدین کے حقوق پر بھی واضح احکامات دیئے ہیں۔ قرآنِ پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو"۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں جہاں اپنے حقوق کو بیان فرمایا ہے وہاں والدین کے حقوق کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ والدین اللہ تعالیٰ کی حقیقی شان ربوبیت کی مجازی مثال ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کے معرضِ وجود میں آنے اور نشو ونما کے لئے انتظام فرمایا ہے اسی طرح اولاد کے وجود کے لئے والدین کو ذریعہ بنایا ہے۔ لہٰذا والدین بھی انسان کے تشکر کے مستحق ہیں۔ ہمارے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہمارے لئے ایک بہترین عملی نمونہ ہے۔ آپؐ چھ برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ اللہ کو پیاری ہوگئیں جبکہ والد آپ کی ولادت سے قبل ہی انتقال فرما چکے تھے۔ لہٰذا والدہ کی وفات کے بعد آپ کی کفالت آپ کے چچا ابو طالب نے کی۔ حضورؐ ہمیشہ ان سے عزت واحترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ کو دودھ پلانے کا شرف قبیلہ

Marfat.com

سعد کی خوش نصیب عورت حضرت حلیمہ سعدیہ کو حاصل ہوا۔اس طرح وہ آپؐ کی رضائی والدہ ہوئیں۔بچپن کے بعد وہ حضورؐ کے پاس اس وقت تشریف لائیں جب آپؐ انسانیت کی رہبری کے لئے فرائض رسالت میں مصروف تھے۔آپؐ تعظیم کے طور پر اٹھ کر ملے اور ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی جس پر وہ بیٹھ گئیں۔ایک صاحب نے پوچھا یہ کون خاتون ہیں؟ صحابہؓ نے کہا کہ یہ حضورؐ کی رضائی والدہ ہیں اور یہ حسن سلوک آپؐ کی اپنی رضاعی ہمشیرہ سے بھی کیا۔رضائی رشتہ داروں کے اس قدر اہتمام واحترام سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اصل والدین کس قدر عزت واحترام کے مستحق ہیں۔☆**بڑھاپے اور بیماری کی حالت میں والدین کے حقوق**:والدین جب بڑھاپے کو پہنچتے ہیں یا وہ کسی بیاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اولاد کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے۔اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ''والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو انہیں اُف تک نہ کہو نہ ہو انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی ورحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دُعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے رحمت وشفقت سے پالا تھا''۔صرف یہی نہیں اللہ تعالیٰ بوڑھے والدین کی شان میں معمولی گستاخی تو درکنار، ناگوار لفظ کے استعمال سے بھی منع فرماتے ہیں۔ بڑھاپے میں والدین (ماں باپ) بعض اوقات چڑ چڑے پن کا شکار ہو جاتے ہیں یا انہیں مختلف بیماریاں آ گھیرتی ہیں۔اس لیے ایسے موقعوں پر اولاد کو صبر وتحمل

Marfat.com

سے کام لینا چاہیئے۔ اولاد پر محض یہی کافی نہیں کہ اُف نہ کرے اور جھڑکنے سے احتراز کرے بلکہ والدین سے ادب سے بات کرنے کا حکم ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے بارے میں نصیحت بھی فرمائی ہے کہ اُن کے حق میں دُعا کرتے رہا کرو۔ انبیاء کرام بھی والدین کے لئے دعا مانگتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے دعا مانگی تھی۔ ''پروردگار مجھے اور میرے والدین کو معاف کر دینا''۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ان تمام دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ والدین کی دعا اولاد کے لئے، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا (بخاری و مسلم)۔ ہمارا مذہب والدین کے احترام کی اس قدر تلقین کرتا ہے کہ کسی غیر مذہب کے والدین کو بھی گالی دینے کی اجازت نہیں دیتا اور ان پر محبت بھری نگاہ ڈالنے پر بھی بہت ثواب سے نوازتا ہے۔ **وفات کے بعد والدین کے حقوق:** ماں باپ سے احسان صرف زندگی سے مخصوص نہیں بلکہ بعد وفات بھی اُن کے ساتھ احسان ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سب اعمال ختم ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزوں کا نفع اُسے پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں، نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ والدین کی وفات کے بعد اُن کے لئے مغفرت کی دُعا کرنا بھی حقوق العباد کا جُز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ میرے والدین

Marfat.com

انتقال کر چکے ہیں۔ کیا مجھ سے اب ان دونوں کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے؟ آپؐ نے بعد از وفات والدین کی خدمت کے مندرجہ ذیل طریقے بیان کئے ہیں۔ والدین کے لئے رحمت چاہنا، بخشش کے لئے دعا کرنا، ان کے بعد ان کے عہد کو پورا کرنا، ان قرابتداروں سے حسن سلوک کرنا جن کا رشتہ ان کی جہت سے ملتا ہو، اُن کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ اب یورپ کو بھی والدین کی عظمت کا احساس ہوا ہے۔ امریکہ اور کئی دوسرے ممالک میں ہر سال مئی کے دوسرے اتوار کو یوم والدین (Mother day) منایا جاتا ہے۔ اولاد اس روز والدہ کی خدمت میں حاضر رہتی ہے اور تحائف دیتی ہے لیکن مذہب اسلام میں ہر دن والدہ کا دن ہے۔ والدہ کو وہ اپنے پاس رکھتی ہے اور ہر روز اسے محبت کا خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔

ہمارے نبیؐ

خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے دنیا میں رسول بھیجے جو لوگوں کو نیک کام کرنے اور برائی سے بچنے کی تلقین کرتے رہے۔ ہر زمانہ اور ہر ملک میں نبی آئے۔ اور جب کبھی بندوں نے خدا کے حکموں کو بھلا دیا اور اس کی کتابوں میں رد و بدل کیا تو خداوند تعالیٰ نے نئے نبی اور رسول بھیجے اور بندوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ ہر پیغمبر کے پیرو اُس کی امت کہلاتے ہیں۔ قرآن کریم میں بہت سے پیغمبروں کا ذکر آیا ہے جن میں سے بعض کو کتابیں اور صحیفے عطا ہوئے اور بعض انبیائے سابقین کی کتابوں اور تعلیمات پر عمل کرتے رہے۔ ان میں سے بہت سے پیغمبروں نے اپنے بعد میں آنے والے پیغمبر اور

Marfat.com

آخری زمانے میں تمام دنیا جہان کے لئے ایک جلیل القدر پیغمبر یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی خبر دی ہے۔ اس کے باوجود اکثر اوقات ایسا ہوتا رہا کہ جب کبھی کوئی پیغمبر دنیا میں تشریف لاتا تو بعض لوگ اُس کی تعظیم کو تسلیم کر کے اُس پر ایمان لے آتے اور بعض نہ مانتے اور کفر پر اڑے رہتے۔ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے تھے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کی وجہ سے مغضوب ٹھہرائے گئے اور اسی طرح عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کی وجہ سے گمراہ ہوئے۔ اور اس زمانہ میں تو یہ لوگ خود اپنے پیغمبروں کی صحیح تعلیم سے بھی بہت دور ہو چکے ہیں۔ جب تمام دنیا کے لوگوں نے اپنے اپنے پیغمبروں کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر گمراہی اختیار کر لی اور سچ جھوٹ، اصل نقل، صحیح غلط اور نیکی بدی میں کوئی تمیز نہ رہی اور تمام پہلے پیغمبروں کی اصلی کتابیں حرف غلط کی طرح مٹ گئیں تو خداوند تعالیٰ نے اپنے اُس وعدہ کے مطابق جو انبیاء کی معرفت کیا تھا اپنے فضل و کرم سے دنیا کی ہدایت کے لئے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا۔ اور قیامت تک آنے والی مخلوق کے لئے ایک مکمل کتابِ ہدایت یعنی قرآن کریم نازل فرما کر اپنے اس دین کو جو تمام پیغمبروں کی معرفت بھیجا گیا تھا مکمل کر دیا۔ اور اس آخری کتاب کی حفاظت کا خود ذمہ لیا۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ o ''ہم نے ہی یہ کتاب نازل فرمائی اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔ پس اب قیامت تک نہ کوئی اور کتاب نازل ہوگی اور نہ ہی کسی نئے پیغمبر یا نبی کی

Marfat.com

ضرورت باقی ہے۔ اب ہدایت نصیب ہوسکتی ہے تو صرف قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے اور نجات ہے تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑنے میں۔ تمام انبیاء کی اُمتیں اپنے اپنے وقت میں ہدایت پر تھیں۔ مگر ہر نئے نبی کے تشریف لانے پر پرانی شریعت منسوخ ہوتی گئی اور نئی شریعت نے اس کی جگہ لے لی۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب تک کوئی شخص قرآنِ مجید پر ایمان نہ لائے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہ پکڑے خواہ وہ کتنے ہی نیک کام کیوں نہ کرے، ثوابِ آخرت اور نجاتِ اخروی حاصل نہیں کرسکتا۔ اور یہ بات ہے بھی درست۔ میرے پیارے بچو! تم نے اکثر تاجروں کی فہرستوں پر لکھا ہوا دیکھا ہوگا (This cancells all previous lists) یعنی یہ فہرست تمام پہلی فہرستوں کو منسوخ کرتی ہے۔ حالانکہ پہلی فہرستیں بھی اسی کارخانہ کی شائع شدہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم پہلی تمام کتبِ سماوی کو منسوخ کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب حق کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔ لہٰذا اُن تمام کتب کے ماننے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اگر فلاح چاہتے ہوں تو اس نئے دستور العمل کی پیروی کریں۔ قرآن کریم میں یہ بھی ارشاد ہے کہ جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اُن کی چھوٹی موٹی لغزشیں معاف کردی جائیں گی اور اگر اُس سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو وہ فوراً توبہ کرلے، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔ بشرطیکہ توبہ صادق دل سے کی گئی ہو۔ اسی پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ ایک مسلمان گناہ کرکے توبہ کرلے تو اُس کے گناہ بخشے جائیں۔ لیکن ایک کافر خواہ کتنے ہی نیک عمل کرے وہ سب رائیگاں جائیں۔ میرے پیارے بچو!

Marfat.com

یادرکھو کہ یہ برکت ہے اُس ذاتِ پاک، نبی آخرالزمان کی، ہمارے کملی والے آقا کی، کیونکہ آپ کی نبوت کا زمانہ ہے جس نے آپ کا دامن پکڑلیا، خواہ بُرا ہو یا بھلا، غریب ہو یا میر، کالا ہو یا گورا، ہندی ہو یا عربی، اچھوت ہو یا برہمن، یہودی ہو یا عیسائی، وہ نجات پا گیا۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لو۔ کہ ایک ٹرین ہے جس میں بیشمار خوبصورت اور اعلیٰ قسم کے فرسٹ اور سیکنڈ کلاس گاڑیاں ہیں۔ لیکن اُس کے آگے پرانی وضع کا فرسودہ انجن لگا ہوا ہے۔ جس کا بائلر ٹوٹا ہوا ہے۔ پُرزے گھس کر ناکارہ ہو چکے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اُس ٹرین کو کسی منزل تک پہنچادے۔ برعکس اس کے ایک دوسری ٹرین ہے۔ جس کا انجمن بالکل نیا ہے اُس کے پیچھے نہ صرف تیسرے درجے کی بلکہ معمولی میلی کُچیلی اور کوئلے کی بھری ہوئی گاڑیاں بھی لگی ہوں، تو بھی وہ اُن سب کو لے کر منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہو۔ بس یہی حالت اِس زمانہ میں پہلے انبیاء اور ہمارے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو کوئی بھی آپ کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے گا اُس کا منزلِ مقصود پر جانا ممکن ہی نہیں بلکہ بہت آسان ہو جائے گا۔ ہاں آپ کے دامن پکڑنے کا طریقہ معلوم کرنا ہو تو وہ یہ ہے کہ انسان ہر طرف سے منہ موڑ کر، سب علاقے توڑ کر، دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے۔ آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرے اور آپ کے بنائے ہوئے راستہ پر جو قرآن کریم کی راہ ہے چلنے کی کوشش کرے۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مجھے اور تُم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

Marfat.com

Marfat.com

کتابیات

ابن خلدون. قصص الانبیاء۔-کراچی: محمد سعید اینڈ سنز (ت.ن)۔-حصہ اول

پیارے رسولؐ کے پیارے اقوال۔-لاہور: نیاز جہانگیر پرنٹرز اینڈ پبلشرز، 2003ء

اقوال زریں۔-لاہور: نیاز جہانگیر پرنٹرز اینڈ پبلشرز، 2003ء

خالد پرویز، پروفیسر۔ ایمان افروز اسلامی واقعات۔-لاہور: حق پبلی کیشنز (ت.ن)۔

آزاد، ابوالکلام حضرت یوسف علیہ السلام۔-فیصل آباد: مکتبہ طارق اکیڈمی، 2005ء

شفیع، مولانا مفتی محمد۔ معارف القرآن۔-کراچی: دار المعارف، 1986ء (7 جلدیں)

قمر نقوی۔ صحائف انبیاء۔-لاہور: مقبول اکیڈمی، 1983ء

حقیقت اسلام، ماہنامہ/ ایڈیٹر محمد احسان، شمارہ جنوری، مئی اور جون 1936ء،

بچوں کا باغ، ماہنامہ/ ایڈیٹر انچیف یوسف۔-لاہور: شمارہ ستمبر 1993ء

بچوں کا رسالہ، ماہنامہ۔ رخسانہ بہام مرزا۔-کراچی: شمارہ جولائی، اگست 1989ء

چشتی، فاروق الحسن۔ حکمت کے موتی۔-لاہور: بیکن بکس، 2005ء

نذیر انبالوی۔ جامع مخزن اخلاق۔-لاہور: مشتاق بک کارنر

فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا۔-بار دوم۔-لاہور: فیروز سنز، 1987ء

بٹ، منصور احمد۔ پیارے نبی کا پیارا بچپن۔-لاہور: بلقسم پبلی کیشنز، 2010ء

غزالی، امام۔ مکاشفۃ القلوب۔-بار سوم۔-لاہور: مکتبہ اسلامیات، 1500ھ

معلومات پاکستان/ مرتبہ اقرار حسین شیخ۔-راولپنڈی: دی بکس، 2010ء

Marfat.com

غزالی، امام. کیمائے سعادت۔ ۔کانپور: نولکشور (ت۔ن)

بخاری، محمد بن اسماعیل. صحیح بخاری۔ ۔کراچی: محمد سعید (ت۔ن)

رحمت اللہ سبحانی مخزن اخلاق۔ ۔لاہور: ناشران قرآن لمیٹڈ، 1969ء

مودودی، مولانا ابوالاعلیٰ. تفہیم القرآن۔ ۔لاہور: ادارہ ترجمان فی القرآن، 1969ء۔

شیخ، اقرار حسین. حقوق العباد۔ ۔راولپنڈی: دی بکس، 2009ء

صباء حسین. حضرت یوسف علیہ السلام کی کہانی۔ ۔راولپنڈی: دی بکس، 2010ء

شیخ، اقرار حسین. علامہ اقبال کی کہانی۔ ۔لاہور: ضیائے ادب، 2004ء

شیخ، اقرار حسین. عظیم قائد کی کہانی - راولپنڈی: دی بکس، 2009ء

Marfat.com

Marfat.com